عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۲۷
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

حیات عیسٰی علیہ السلام
کے بارے میں
اُمت کا اجماع

پھونکوں سے یہ چراغ
بجھایا نہ
جائے گا

سب سے
بڑی بندگی نماز ہے
امام المجاہدین حضرت مولانا
سیّد احمد شہیدؒ
بالاکوٹ کی ایک تقریر

پہلی
جنگ
آزادی

حافظہ
کا
امتحان

میرا عقیدہ
قرآن سے محبت انگریز سے نفرت
حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی
ایک یادگار
تحریر

وزیر اعظم
قادیانیوں کو
خلاف قانون قرار دیکر
علامہ اقبالؒ سے
سچی محبت کا ثبوت دیں

فرضیت
جہاد
اور
قادیانی فتنہ

تحفظ حدیث نبوی ﷺ — حافظہ کا امتحان

از: حافظ نیاز احمد رحمانی

مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت سی حدیثیں بیان کی ہیں۔ آج بھی حدیث کی کتابوں میں ان کی ۵۳۷۴ روایتیں موجود ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی زیادہ حدیث بیان کرنے کی وجہ سے کچھ لوگوں کو شبہ ہوا کہ کہیں یہ غلطی تو نہیں کر جاتے؟ یہ شبہ دمشق کے حکمران مروان بن الحکم تک پہنچایا گیا۔ مروان نے حضرت ابوہریرہ رض کو بلایا، مجلس لگی، مروان نے حدیثیں پوچھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیں۔ مجلس برخواست ہوگئی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے ذہن سے یہ مجلس بھی ختم ہوگئی۔ لیکن راز تھا جس کا علم دربار کے لوگوں کو نہ ہو سکا۔

مروان کے حکم سے اس کے سیکرٹری نے مجلس کے موقع پر ہی چھپ کر وہ تمام احادیث نوٹ کرلیں۔ سال گزر گیا۔ پھر خلیفہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا، خلیفہ نے سیکرٹری کو ہدایت دے رکھی تھی کہ ایک سال پہلے تم نے چھپ کر جو کچھ لکھا تھا اسے آج نکالو اور پھر چھپ کر رہو سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو لکھی ہوئی احادیث سے ملاؤ۔ میں آج پھر وہی روایات دریافت کروں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ دربار لگا، مروان نے حدیثیں پوچھنی شروع کیں، حضرت ابوہریرہ رض احادیث بیان فرمانے لگے اور پردہ کے پیچھے سیکرٹری خاموشی کے ساتھ اپنا کام کرتا رہا۔ مجلس ختم ہوئی۔ لوگوں نے اپنے گھر کی راہ لی اور حضرت ابوہریرہ رض کے تشریف لے جانے کے بعد مروان نے سیکرٹری کو پوچھا، کہو کیا رپورٹ ہے؟ سیکرٹری نے جواب دیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا غیر معمولی حافظہ حدیث بیان کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ یہ ایک تعجب انگیز حقیقت ہے کہ سال بھر پہلے میں نے ان سے جو کچھ سن کر لکھا تھا آج وہ میرے ہاتھ میں تھا۔ وہ کہتے جاتے اور پردہ کے پیچھے میں انہیں ملاتے جاتا، کہیں بھی ایک لفظ نہ زیادہ ہوا نہ کم۔" مروان لینے کیے پر شرمندہ ہوا اور نظر نیچی کیے محل کی راہ لی۔

مشہور خلیفہ ہشام بن عبدالملک کا دربار لگا ہوا تھا۔ اچانک مشہور تابعی اور محدث حضرت ابن شہاب زہری رح تشریف لائے۔ ہشام کے ذہن میں یہ بات آئی کہ امام زہری کے حافظہ کا امتحان لیا جائے۔ اس نے امام رح سے کہا حضرت! "میرے لڑکے کو حدیث یاد کرنے کی بڑی خواہش ہے، آپ اس کے لیے کچھ احادیث لکھوا دیں۔" حضرت امام رح نے خلیفہ کی درخواست قبول فرمائی۔

خلیفہ نے کاتب کو بلوایا اور امام نے ایک گوشہ میں بیٹھ کر چار سو احادیث زبانی لکھوا دیں۔ امام صاحب رح واپس گھر تشریف لے گئے اور بات آئی گئی ہوگئی۔

ایک عرصہ بعد پھر امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ سے ملاقات کو گئے۔ باتیں ہوئیں، خلیفہ نے درمیان میں کہا۔ "حضرت! بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے جو احادیث میرے بیٹے کے لیے لکھوا دی تھیں وہ گم ہو گئی ہیں۔" حضرت امام رح نے کہا آپ کاتب کو بلوائیں، انشاء اللہ پھر لکھوا دوں گا۔ خلیفہ بھی یہی چاہتا تھا، اس نے کاتب کو حکم دیا تو

باقی صفحہ ۲۲ پر

مولا کا تقرب حاصل کر، پڑھ مرد باایماں! نماز

(۱)

مولا کا تقرب حاصل کر، پڑھ مرد باایماں! نماز
ہے رُوحِ رواں ملتِ حق، ہے جانِ عبادت، رُوحِ نماز
اللہ، نمازی سے راضی، سرکار ﷺ، نمازی کی حامی
اے مردِ نمازی! ہے بخدا! بخشش کا تری سامان نماز

(۲)

پاک پیراہن سے اے پاکیزہ خو! پڑھیے نماز!
پنجگانہ باطہارت، باوضو پڑھیے نماز!
چھوڑیئے ہر کام، مسجد آئیے سُن کر اذاں
دل لگا کر، باجماعت، قبلہ رُو پڑھیے نماز

(۳)

سُن کر اذاں، نماز کی جانب رجوع ہو
مسجد میں آکے صرف قیام و رکوع ہو
وقتِ نماز خود کو سمجھ رب کے سامنے
کعبہ ہو دل میں، دل میں خشوع و خضوع ہو

(۴)

بالارادہ چھوڑ دی تو نے اگر ناداں! نماز
چھوڑ دے گی دین و دنیا میں ترا داماں نماز
حشر کے دن مونہہ دکھائے گا خدا کو کس طرح
توبہ کر، پڑھ پنجگانہ، مردِ باایماں نماز

(۵)

خلوصِ دل سے ادا جو نماز کرتے ہیں!
خود ان کے سجدے انہیں سرفراز کرتے ہیں
نمازیوں کو سرِ حشر دے کے اذنِ نجات
ملک، بہشت کے دروازے باز کرتے ہیں

(۶)

لطفِ شہِ ابرار نمازی کیلئے ہے!
فردوس کا گلزار نمازی کے لیئے ہے
دنیا میں شرف، روزِ جزا لطفِ نبی ﷺ ہے
اللہ کا دیدار نمازی کے لیئے ہے

ختم نبوة

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

۱۹ تا ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ، ۷ تا ۱۳ دسمبر ۱۹۹۰ء | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۲۷

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱	حافظ کا امتحان	۲
۲	نعت	۴
۳	اداریہ	۵
۴	سب سے بڑی بندگی نماز ہے	۷
۵	پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا	۱۰
۶	میرا عقیدہ	۱۲
۷	پہلی جنگ آزادی	۱۳
۸	آپ کے مسائل	۱۴
۹	حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ	۱۵
۱۰	تذکرہ اصحابؓ حضرت صہیب رومیؓ	۱۷
۱۱	فرضیت جہاد قرآن و سنت کی روشنی میں	۱۹
۱۲	حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں امت کا اجماع	۲۱
۱۳	دادا پوتا	۲۳
۱۴	ہوشیار ہوشیار	۲۸

پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۳-بنوری ٹاؤن کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ - پاکستان
فون نمبر ۷۷۸۱۱۶۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۳۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳-۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

نعتِ رسولِ مقبولؐ

محمد عثمان عارف نقشبندی

اے جذبۂ دل عشقِ محمدؐ کا اثر دیکھ
یہ سامنے روضہ ہے، یہ اللہ کا گھر دیکھ

ہیں عرش پہ یا گنبدِ خضرا پہ نگاہیں!
اے دیکھنے والے یہ ہے معراجِ نظر دیکھ

روضہ کی بہاریں ہیں یہی زائرِ طیبہ!
پھولوں سے بھرا ہے ترا دامانِ نظر دیکھ

انوار ہی انوار تجلی ہی تجلی ـــ!
ہر منظرِ دلکش یہی کہتا ہے ادھر دیکھ

حاصل ہے سکوں روح کو دل شاد بہت ہے
محرابِ حرم میں یہ ہے سجدوں کا اثر دیکھ

اُٹھا وہ ادھر دستِ دُعا خانۂ حق میں
جھوم اٹھی ہے رحمت کی گھٹا دیکھ ادھر دیکھ

جس خاک پہ ان کے قدمِ پاک چلے تھے
جھکتے ہوئے کونین کے اس خاک پہ سر دیکھ

کیسی دلِ بے تاب کو آتی ہیں صدائیں
ہوتی ہے ابھی ہوتی ہے رحمت کی نظر دیکھ

کعبہ کے سوا اب کوئی جلوہ نہ تجلی
یہ عشق کی حد ہے یہی معراجِ نظر ہے

عارفؔ کا وسیلہ ہے تو ہی رحمتِ عالم
تجھ پر ہی نظر ہے مری للہ ادھر دیکھ

وزیر اعظم قادیانیوں کو خلاف قانون قرار دیکر علامہ اقبالؒ سے سچی محبت کا ثبوت دیں

گزشتہ دنوں وزیر اعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف نے لاہور میں یوم اقبالؒ پر منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"ملک کے حالیہ انتخابات میں ۴۶ء ۱۹ء کی تاریخ دہرائی گئی ہے اور آج عوام کے دیئے ہوئے مینڈیٹ پر قائد اعظمؒ اور نظریہ پاکستان کے خالق کی روح مطمئن ہوئی ہوگی اس لیے کہ انتخابات میں بلاشبہ پاکستان اور خاص کر پنجاب کے عوام نے نظریہ پاکستان کی طرف واپسی کے حوالے سے ووٹ دیا ہے تاکہ یہاں اسلامی جمہوری اور فلاحی معاشرے کی بنیاد رکھی جا سکے اس کے علاوہ انہوں نے نفرتوں کی سیاست سے ہٹ کر قومی یکجہتی بھائی چارے اور اخوت کے رشتوں کے فروغ کو ووٹ دیا ہے اور اس کے ذریعے انہوں نے خوشحال پاکستان کی امنگوں کا تقاضا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے حالات میں حکیم الامت علامہ اقبالؒ کی تعلیمات کی اہمیت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے اور اسی حوالے سے حالات کا تقاضا ہے کہ علامہ اقبالؒ کے افکار کی روشنی میں آگے بڑھنے کی جدوجہد کریں۔ انہوں نے کہا کہ آج بھارت میں بابری مسجد کی فضائیں علامہ اقبالؒ کے افکار و نظریہ کی صداقت بن کر بول رہی ہیں اور بھارت جیسا سیکولر ملک دنیا کی سب سے بڑی اقلیت (مسلمانوں) کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے اور بھارتی حکومت ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ ہوتے دیکھ کر عالمی ٹھیکیداروں کا ضمیر سو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج بابری مسجد کے مینار مظلوم کشمیریوں کا بہتا ہوا خون صدائیں دے رہا ہے کہ مسلمانوں اقبالؒ کے افکار کو اپنا کر متحد ہو کر اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرو۔"

(نوائے وقت کراچی ۱۱ر نومبر ۱۹۹۰ء)

وزیر اعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف نے علامہ اقبالؒ کی تعلیم کی اہمیت پہلے سے زیادہ بڑھنے اور ان کے افکار کی روشنی میں آگے چلنے کی جدوجہد کرنے کی طرف اشارہ دیا ہے۔ اگر جناب وزیر اعظم گفتار کے غازی بننے کی بجائے کردار کے غازی کہلوانا بلکہ بننا پسند کرتے ہیں تو انہیں اپنے عمل سے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ علامہ اقبالؒ کے سچے پیروکار ہیں۔

جناب وزیر اعظم صاحب کا تعلق پاکستان کے سب سے بڑے پنجاب سے ہے۔ پنجاب کے بارے میں لاہور کے عظیم روحانی پیشوا قطب زمان حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ پنجاب کی زمین زرخیز بھی ہے۔ مردم خیز بھی اور فتنہ خیز بھی۔۔۔۔ حضرتؒ نے جو کچھ فرمایا وہ حرف بحرف صحیح ہے پنجاب کی زمین جہاں زرخیز، اور مردم خیز ہے وہاں فتنہ خیز بھی ہے یوں تو وہاں سے بہت سے فتنوں نے جنم لیا لیکن ہم جس فتنہ کا ذکر کر رہے ہیں وہ مرزائی فتنہ ہے جس نے انگریز کی کوکھ سے پنجاب کی سرزمین پر جنم لیا اور آج اس کے دو مرکز ہیں۔ مشرقی پنجاب میں قادیان اور مغربی میں۔۔۔۔ ربوہ

اس فتنہ کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس کا پورا خاندان انگریز کا درباری اور کاسہ لیس تھا۔ انگریز نے مرزا قادیانی سے بتدریج متعدد دعوے کرائے جن میں نبوت اور اس سے بڑھ کر خود "محمد" ہونے کا دعویٰ بھی شامل ہے۔ علمائے کرام اسی وقت سے اس فتنہ کے تعاقب میں لگے ہوئے ہیں۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں حضرت علامہ اقبالؒ انتہائی غور و فکر اور قریبی مشاہدے کے بعد اس فتنہ کے خلاف میدان میں آئے اور انہوں نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرمایا۔

۱:۔ قادیانیت یہودی مذہب کا چربہ ہے۔ میرے نزدیک بہائیت قادیانیت سے زیادہ مخلص ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے لیکن مؤخر الذکر (قادیانیت) اسلام کے چند نہایت اہم اصولوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے۔ اس کا (قادیانی فرقے) حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لیے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ اس کا (قادیانی فرقہ کا) نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ

یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک یہودیت کی طرف رجوع ہے۔ (حرفِ اقبال صفحہ ۱۲۳ مرتبہ لطیف احمد شروانی)

۲:۔ اسلامی ایران میں موبدانہ اثر کے ماتحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز، حلول، ظل وغیرہ اصطلاحات وضع کیں تاکہ تناسخ کو اس تصور میں چھپا سکیں۔ ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لیے لازم تھا کہ وہ مسلم کے قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔ حتیٰ کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اسی موبدانہ تصور میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دورِ اوّل کی تاریخی اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔ (حرفِ اقبال صفحہ ۱۲۳۔ صفحہ ۱۲۴)

۳:۔ قادیانی گروہ اسلامی وحدت کا دشمن ہے۔ مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہیں جو اُن کی وحدت کے لیے خطرناک ہے۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بنا رنئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اُسے اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لیے کہ اسلامی وحدت ختمِ نبوت سے استوار ہوتی ہے (حرفِ اقبال صفحہ ۱۲۲)

۴:۔ میں اس باب میں کوئی شک اور شبہ نہیں رکھتا کہ یہ احمدی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔ خط اقبال بنام جواہرلال مندرجہ بنام "کچھ پرانے خطوط" حصہ اول صفحہ ۲۹۳ مرتبہ جواہرلال مطبوعہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی انڈیا)

۵:۔ میری رائے میں قادیانیوں کے لیے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختمِ نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس کو اپنے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کریں ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ اُن کا شمار حلقۂ اسلام میں ہو تاکہ اُن کو سیاسی فوائد پہنچ سکیں (حرفِ اقبال صفحہ ۱۳۶۔ صفحہ ۱۳۷)

۶:۔ نماز میں قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے وہ اسلام سے کہیں اس سے دور ہیں جتنے سکھ ہندوؤں سے کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں، پھر جب قادیانی مذہبی معاشرتی معاملات میں علیحدگی اختیار کرتے ہیں پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لیے کیوں مضطرب ہیں (حرفِ اقبال صفحہ ۱۳۸)

حضرت علامہ اقبالؒ کے مندرجہ بالا افکار کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ

۱:۔ قادیانیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے۔

۲:۔ مسیح موعود کی اصطلاح اسلامی نہیں اجنبی ہے جو ہمیں اسلام کے دورِ اوّل کی تاریخ اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔

۳:۔ احمدی (قادیانی) اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔

۴:۔ قادیانی گروہ اسلامی وحدت کا دشمن ہے۔

۵:۔ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔

وزیر اعظم میاں نواز شریف نے علامہ اقبالؒ کے افکار کو فروغ دینے کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس کا اور علامہ صاحب سے محبت کا تقاضا ہے کہ وہ قادیانیوں کو جو یہودیوں کے ایجنٹ اور اسلام و ملک دونوں کے غدار ہیں انہیں فوراً خلافِ قانون قرار دیا جائے۔ اس وقت اسمبلی میں انہیں بھاری اکثریت حاصل ہے۔ اگر اپوزیشن ساتھ نہ بھی دے تب بھی وہ قادیانیوں پر پابندی کا قانون پاس کرا سکتے ہیں۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ قادیانیت کا فتنہ پنجاب سے اٹھا اور پنجاب ہی کے ایک نوجوان کے ہاتھوں اپنے آخری انجام کو پہنچے ہیں امید ہے کہ جناب نواز شریف صاحب ملکی اور اسلامی مفاد کی خاطر اس اہم ترین مسئلہ کو سب مسائل سے زیادہ اہمیت دیتے ہوئے فوراً حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے (آمین)

فرمانِ الٰہی

امانت کی تاکید قرآن و حدیث میں بہت زیادہ کی گئی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "بیشک اللہ تعالیٰ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچادو امانتیں امانت والوں کو" اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ جس آدمی کے ہاتھ میں کسی کی امانت ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ یہ امانت اس کے اہل اور مستحق تک پہنچا دے۔ مگر دورِ حاضر میں عام و خاص میں امانت کے فقدان کی وجہ سے بہت سی برائیوں نے جڑ پکڑلی ہے، بدگمانی، شکوک و شبہات، خیانت اور جھوٹ بھی عدم امانت کا نتیجہ ہے۔ بڑی جماعت ہو یا چھوٹی جماعت بڑا ادارہ ہو یا چھوٹا ادارہ ہر شخص (الا ماشاء اللہ) خیانت کی مہلک بیماری میں مبتلا ہے۔ یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ اہل و مستحق تک حکومت کی امانت ہو یا قوم کی امانت پہنچ نہیں پاتی ہے۔ اس جگہ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ قرآن نے لفظ امانات جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے جس میں اشارہ ہے کہ امانت صرف یہ نہیں ہے کہ کسی کا مال کسی کے پاس رکھا ہو جو عام طور پر امانت کہا جاتا اور سمجھا جاتا ہے بلکہ امانت کی اور قسمیں بھی ہو سکتی ہیں۔ (سورۂ نساء ۸۵)

حکومت کے منصب کی تقسیم بھی اللہ کی امانت ہے حکومت منصب اور عہدے ایسے افراد کے سپرد کرے جو علمی یا عملی صلاحیت کے اعتبار سے اس کے مستحق ہوں اگر پوری اہلیت والا شخص نہ ملے تو موجودہ اشخاص میں جو قابلیت اور امانت داری کے لحاظ سے ممتاز ہوں ان کو ترجیح دی جائے گی۔ ایسا نہ ہو کہ جیسا دورِ حاضر میں ہوتا ہے کہ ہر عہدیدار یہی سوچتا ہے کہ اپنے خاندانی رشتہ دار اور دوستی و تعلق رکھنے والوں کو اچھے عہدے اور منصب پر رکھیں۔ حالانکہ وہ اس منصب کی صلاحیت اور اہلیت نہیں

باقی صفحہ ۲۵ پر

سب سے بڑی بندگی نماز ہے کہ!

بدون اس بندگی کے کوئی بندگی قبول نہیں،

بُرے کاموں سے بچنے کا یہی ذریعہ ہے۔

رئیس المجاہدین شہید بالاکوٹ حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ کی ایک یادگار تقریر

الٰہی شکر تیرے احسان کا کہ تو نے ہمارے دل کو روشن اور زبان کو گویا کیا اور اپنے مقبول کو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے بھیجا کہ جس کی ادنیٰ شفقت سے دونوں جہاں کی نعمت پاویں اور اس کی رہنمائی سے عرفان کی لذت اٹھاویں پس درود اس نبی مختار اور اس کے آل اطہارؓ اور اصحابؓ کبار پر ہو جیو کہ جس نے بشر کو ضلالت اور گمراہی سے باز رکھا اور علماء و فضلاء کو زیور علم و دانش سے آراستہ کیا پیچھے حمد خدا اور نعت رسول کے ارباب دانش پر ظاہر ہو جیو کہ مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی صفات جانے اور اس کے حکم کو معلوم کرے اور مرضی نامرضی اس کی تحقیق کرے کہ بغیر اس کے بندگی نہیں اور جو بندگی بجا نہ لاوے بندہ نہیں اور بڑی بندگی نماز ہے کہ بدون اس کے کوئی بندگی قبول نہیں کیونکہ سر سب بندگیوں اور برے کاموں سے بچنے کا یہی ہے اور اس نماز سے کوئی غافل نہیں نہ درخت، نہ عمارت نہ پرند، نہ حیوانات، نہ حشرات، نہ زمین، نہ پہاڑ، نہ ستارہ، نہ آسمان، نہ ارواح، نہ فرشتے جیسے کہ نماز درخت اور عمارات کی قیام ہے اور پرند اور حیوانات کی رکوع اور تمام حشرات کی سجود اور زمین اور پہاڑ کی قعدہ اور ستاروں اور آسمان کی حرکت اور ارواح اور فرشتوں کی طہارت اور تسبیح اور کلمہ شہادت اور تلاوت قرآن اور ذکر و دعا اور اس انسان کو کہ خاص چیلا سرکاری ہے ساری خوبیاں تھوڑے عرصہ میں رحمت فرمائیں اور خلیفہ کر کے سب پر اس کو حکم دیا جس نے فرمانبرداری کی اور حکم بجا لایا اس کا منصب قائم رہا اور بہشتی ہوا اور جس نے نافرمانی کی اور حکم پر قائم نہ رہا وہ بے منصب ہوا اور الٹے پاؤں دوزخ میں گرا اور جاننا چاہیے کہ جو کوئی نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے اس کو ثواب ایسا ملتا ہے جیسا زکوٰۃ اور حج اور روزے اور جہاد کا۔ اس طرح کہ خرچ اور کپڑے کا خدائی بندگی کے واسطے کرے بجائے زکوٰۃ کے ہے اور رخ ہونا طرف کعبے کے حج ہے تکبیر تحریمہ بجائے احرام کے اور منہ طرف قبلہ کے کرنا بجائے طواف کے اور کھڑا ہونا بجائے وقوف عرفات کے اور رکوع اور سجود اور قعدہ مانند دوڑنے درمیان صفا مروہ کے اور موقوف کرنا کھانا پینا بجائے روزہ کے ہے اس لیے کہ صوم بند کرنا نفس کا ہے اور بند کرنے سے نفس کے ایک ساعت بھی اس کی خواہشوں سے ایک صورت صوم کی ہو جاتی ہے بلکہ بہ نسبت روزے کے ایک طور سے زیادہ بند کرنا ہے اس واسطے کہ توجہ ظاہری اور باطنی طرف غیر کے کرنا نہیں چاہیے اور دفع کرنا شیطان کا اور مشقت میں ڈالنا نفس کا اس کی شہوتوں کے اوقات میں نماز اسی واسطے جہاد ہے لیکن نماز میں حضوری دل کی شرط ہے کہ بدون اس کے نماز پوری نہیں لکھی جاتی بلکہ کبھی آدھی کبھی تہائی یا چوتھائی یا پانچواں حصہ یا چھٹا یا ساتواں یا آٹھواں یا نواں یا دسواں، اسی واسطے ہے کہ ہر رکن نماز میں اتنا ٹھہرے کہ کوئی لحظہ حضوری میسر ہو۔ اور حضوری کی طرح پر ہے۔ ایک یہ کہ مضمون ہر رکن کا خیال کرے اور آپ کو سامنے رب کے جانے اور اس کو متوجہ حال اپنے کا سمجھے اور جو نسی سورت پڑھے مضمون اسی صورت کا خیال کرے۔ اگر مقام عتاب اور غصے کا ہے خوف کرے اور پناہ چاہے اور مقام رحمت اور عنایت کا ہے، اس کو خدا سے طلب کرے اور سوا اس کے اور بھی باتیں ہیں کہ دے واسطے خاص کے ہیں نہ واسطے عام کے اور حضوری بغیر تاثیر دل کے میسر نہیں اور تاثیر دل کی بدون دانست معانی الفاظ کے حاصل نہیں۔ اسی واسطے جو کچھ نماز میں ہے معنی اس کے ہندی (اردو) زبان میں محاورے کے موافق لکھے ہیں اکثر غریب لوگ جو ان معنوں سے مطلق بے خبر ہیں سمجھ کے حضور دل سے نماز گزاریں اور بہت سی حلاوت پاویں اور ایک فائدہ اور ہے اگر معنی الفاظ کے جانیں تو سب بُرے کاموں سے کہ جن سے نقصان ایمان کا ہے بچیں اور معلوم کریں کہ جو اقرار اپنے رب کے سامنے کیا ہے اسی پر قائم رہیں اور ہر ایک طالب ایمان کو لائق ہے کہ حقیقت نماز کی اس طور پر جانے کہ حضرت حق نے مجھ کو تمام پیدائش میں بہتر پیدا کر کے بڑی تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن مطلق دیا ہے اور محتاج اور کے اذن کا اور احسان مند کسی دربان یا نقیب کا نہیں کیا اور بغیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا اور جاننا چاہیے کہ ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم رہنا اور وعدہ سخت عذاب کا سر پہ لینا بڑی نادانی اور کمینہ پن ہے پس اسی طرح عظمت نماز کی خوب سمجھ کر تمام آداب کہ لائق قبولیت بارگاہ بادشاہ حقیقی کے ہو ویں بجا لاوے، پہلے طہارت اور پاکیزگی کرے یعنی وضو کرے اور جو حاجت نہانے کی ہو غسل کرے جیسا کہ کوئی جب بادشاہ کے دربار کے جانے کا ارادہ کرتا ہے پہلے حمام کرتا ہے پھر کپڑے پہن کے جاتا ہے جو اس کے منہ طرف کعبے کے کھڑا ہو کر کرے۔

فائدہ:۔ اس میں یہ ہے کہ کعبہ ناف زمین ہے اور تمام زمین اسی سے پھیلائی گئی ہے اور پیدائش جسم آدمی کی خاک سے ہے جب ظاہر جسم اپنے کو طرف اس کی اصل کے متوجہ کیا باطن کو بھی یعنی روح کو طرف اس کی اصل کے یعنی حق تعالیٰ جو پیدا کرنے والا اس کا ہے متوجہ کیا چاہیے اور ہمیشہ اوقات پنجگانہ نماز بلاشبہ وقت دربار اور حضور کا جان کر حاجت اپنی عرض کرے اب بیان نماز کا اور معنی الفاظ کے شامل پر کیجیے۔ مثلاً جس وقت کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات کا دل میں مقرر کر کے حاضر دربار خاص کا ہوا اور نہایت تعظیم اور عقیدہ درست اور نیت خالص سے روبرو اس بادشاہ عالی جاہ کے کھڑا ہو کر اور رخ التفات کا اور طرف سے پھیر کر کہے اللّٰہ اکبر، اللہ بہت بڑا ہے۔

فائدہ تو اسی وقت بادشاہ عالی جاہ اپنے بندے کے قصد و ارادے پر مطلع ہو کے عنایت خاص مرحمت فرماتا ہے (فائدہ) اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا تکبیر میں اشتہار ہونا دونوں جہانوں سے ہے۔

(فائدہ) نیت اور تکبیر فرض ہے بعد اس کے دعا استفتاح ہے اور اس میں تعظیم اور توحید ہے وہ یہ ہے۔

سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک ولا الٰہ غیرک۔

یعنی ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہوں میں تجھ کو اے اللہ اور ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوبیوں کا ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور نہیں کوئی لائق بندگی کے سوا تیرے۔

(فائدہ) یہ دعا سنت ہے کہ جس قدر کلام تعظیم اور توحید کے اس بندے کی زبان سے صادر ہوتے ہیں عنایت شاہی اس پر دو چند نازل ہوتی ہے ایسے وقت نزول رحمت الٰہی کے خیال سے کہ حضور بادشاہ کا میسر ہے دل اپنا حاضر کرکے حاجات اپنی عرض کرے لیکن پہلے عرض سے مضمون دفع شیطان کا کہ وہ بڑا حارج اور دشمن قدیم ہے ہوشیار ہو کر دل میں لاوے اور زبان سے کہے۔

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم

پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے شیطان پھٹکارے ہوئے سے حاصل اس کا راندے گئے سے ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ؕ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ہے فائدہ: یہ شروع ہوا عرضداشت کا اور عرضداشت یہ ہے۔

الحمد للّٰہ رب العالمین. سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے۔

الرحمٰن الرحیم. بہت مہربان نہایت رحم والا۔

مالک یوم الدین. مالک انصاف کے دن کا۔

ایاک نعبد وایاک نستعین. تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

اھدنا الصراط المستقیم: چلا ہم کو راہ سیدھی۔

صراط الذین انعمت علیھم. راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا۔

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین. نہ ان کی جن پر غصہ ہوا ہے اور نہ بہکنے والوں کی۔

عرضداشت اللہ صاحب نے اپنے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ جس وقت جی چاہے اس طرح کہا کریں بعد اس کے آمین کہنا۔ یعنی عرض ہماری قبول کر سنت ہے اور یہ لفظ قرآن کا نہیں بالاتفاق اور نماز میں اس کے ساتھ ایک سورۃ اور ملاوے۔

(فائدہ) پڑھنا سورۂ فاتحہ کا اور ملانا ایک اور سورۃ کا واجب ہے اور پڑھنا اعوذ اور بسم اللہ کا سنت ہے۔

اور اس مقام پر سورۂ اخلاص یعنی قل ھو اللّٰہ لکھی جاتی ہے۔ دو وجہ سے ایک یہ کہ عوام الناس نماز میں بیشتر اسی کو پڑھتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ توحید اور صمدیت اللہ کی اور بڑائی اور بڑائی اس کی اس سورہ میں باختصار خوب ہے اس واسطے کہ حکم اس کا اس طرح نازل ہوا۔

قل ھو اللّٰہ احد. تو کہہ اللہ ایک ہے۔

اللّٰہ الصمد. اللہ پاک ہے یعنی کھانا پینا کچھ نہیں صمد اس کو کہتے ہیں جو خود کسی کا محتاج نہ ہو اور اسی کے سب محتاج ہوں۔

لم یلد ولم یولد. نہ کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا۔

ولم یکن لہٗ کفوًا احد. اور نہیں اس کے برابر کا کوئی۔

اس عرضداشت کے مضمون کو اس طرح سے سمجھے کہ جیسے کوئی مفلس بے مفلس، تونگر سے تونگر بادشاہ کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو کر اپنی عاجزی اور مفلسی اور اس کی تونگری اور بڑائی بیان کرتا ہے اور بڑا امیدوار ہو کر کچھ مانگتا ہے اور جس وقت وہ مفلس عنایت بے نہایت اس بادشاہ عالی جاہ کی معلوم کرتا ہے بڑی تعظیم سے آرزو پابوسی کی کرکے جھکتا ہے اور کہتا ہے۔

سبحان ربی العظیم. پاک ہے میرا صاحب بڑی عظمت والا۔

فائدہ: رکوع دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ حضور میں بسبب عظمت کے پیٹھ میری جھک گئی بعد اس تعظیم کے دعا ہے اس طرح پر کہ

سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ. سنی اللہ نے اس کی بات جس نے سراہا اسے۔ بعد دعا کے مدح اور ثنا ہے کہ اسے کھڑا ہو کر کہے۔

ربنا لک الحمد حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ کما یحب ویرضٰی ربنا

اے صاحب ہمارے، تیری ہی تعریف ہے بہت تعریف پاک جس میں خوبیاں ہیں ایسی تعریف کہ جسے دوست رکھے اور راضی ہو ہمارا صاحب۔

فائدہ: یہ کھڑا ہونا پیچھے رکوع کے دلالت ہے۔ اس پر کہ اس عاجزی پر میں مستقیم ہوا یہ کھڑا ہونا واجب ہے شبہ والے کو چاہیے کہ درمختار اور کتابیں مثل کنز اور وقایہ کو دیکھے۔

قول صحیح پر یہ دعا پڑھنی سنت۔

جاننا چاہیے کہ اب وقت پابوسی کا ہے سجدہ کیجئے اور کہیے۔

سبحان ربی الاعلٰی. پاک ہے میرا صاحب بہت اونچا۔

رکوع اور سجود میں بقدر ایک تسبیح کے ٹھہرنا فرض ہے اور تین بار تسبیح منقول کہنا سنت ہے لیکن مضمون اس طرح ثنا کا موافق اپنے حوصلے کے سمجھنا بہت ضرور ہے کہ بعد تعظیم کے پھر کھڑا ہونا اور مدح ثنا کا عرض کرنا اور پورا جھک کر زمین پر سر رکھنا سنت ہے۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ رکعت جو مقام بڑی تعظیم کا ہے اس سے بندے کو معلوم ہوا کہ مجھ پر بڑی عنایت صاحب کی ہے جو ایسے مقام بزرگ میں بدون طلب اور اجازت کسی نقیب چوبدار کے مجھ کو دخل ہوا اسی واسطے بہت سی تعریف کرتا ہے اور پیشانی اپنی خاک پر رکھتا ہے اور بار بار کہتا ہے سبحان ربی الاعلٰی

اور جاننا چاہیے کہ سجدہ مقام نہایت قربت اور ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے۔ یہ بندہ مارے ہیبت کے جتنے مضمون جو نہیں کہنے پایا۔ اسی واسطے حکم ہوا کہ ایک دم ٹھہر کر دوسری بار عرض کرے۔ یہ مضمون ہے جیسے کہ۔

جلسے میں یہ الفاظ کہنے نہایت خوب ہیں اور سنت ہیں۔ حدیث صحیح میں آئے ہیں وہ یہ ہیں۔

اللّٰھم اغفرلی وارحمنی واھدنی
وارزقنی وارفعنی واجبرنی

اے اللہ بخش مجھے اور رحم کر مجھ پر اور راہ بتا مجھے اور سرفراز کر مجھے اور نقصان میرا دور کر۔

جلسے اور قومے میں سوا ان دو دعاؤں کے اور بھی صحیح حدیثوں میں منقول ہے۔ لیکن حنفی مذہب میں ایسا ثابت ہوا ہے کہ وہ دعائیں اگر نفل نماز کے قومے اور جلسے میں پڑھے تو سنت ہے اس لیے کہ فرض نماز میں ان دعاؤں کا پڑھنا سنت نہیں ہے مگر قومے میں سمع اللّٰہ لمن حمدہ اور اللّٰھم ربنا ولک الحمد فرض نماز میں بھی سنت ہے پھر اللہ اکبر کہہ کر زمین پر سر رکھے اور کہے سبحان ربی الاعلیٰ اور جاننا چاہیے کہ جس وقت رکوع یا سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہے۔ اس اللہ اکبر کے مضمون کو اسی طرح سمجھے کہ ایک بار اول میں سمجھا تھا۔

فائدہ جس وقت یہ بندہ عرض داشت اور تعظیم اور عرض حاجات اور تسبیح موافق اپنے حوصلے کے کر چکا تو قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی اگرچہ بیٹھنا سامنے ایسے بادشاہ عالی جاہ کے ترک ادب ہے لیکن مضمون اس کا شامل پر اس طرح سمجھے کہ یہ بیٹھنا روبرو اپنے صاحب کے اس واسطے ہے کہ مثلاً جس وقت صاحب پاؤں اپنا دراز کرے اور یہ بندہ کہ خدمت پابوسی کی اس پر لازم ہے بجا لاوے یا یہ کہ منتظر حکم کا ہے لیکن اس مقام کو بھی عبادت سے خالی نہیں رکھا چاہیے کہ تحفہ درود اور سلام کا اور پڑھنا تشہد کا مقرر ہے اس طرح پر کہ

التحیات للّٰہ والصلوات
والطیبات السلام علیک ایھا النبی
ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ السلام
علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین
اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد
ان محمدا عبدہ ورسولہ۔

یعنی سب بندگیاں زبان کی اللہ کو ہیں اور سب بندگیاں بدن کی اور سب بندگیاں مال پاک کی، سلام تم پر اے نبی اور مہر اللہ کی خوبیاں اس کی۔ سلام ہم پر اور جتنے نیک بندے اللہ کے اچھے ہیں سب پر گواہ ہوں میں اس بات کا کہ کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے اور گواہ ہوں میں اس کا کہ محمدؐ بندہ اس کا ہے اور رسول اس کا۔

پڑھنا التحیات کا قعدے پہلے اور دوسرے میں واجب ہے اور بیٹھنا قعدے پچھلے میں بقدر پڑھنے التحیات کے فرض ہے اور مضمون قعدے آخر کا اس طرح سمجھے کہ یہ وقت دربار کے رخصت کا ہے السلام علیک کر کے باہر آنا چاہیے اور السلام علیک اس دربار کے صاحب کا یہ ہے۔ التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات: بعد اس کے سلام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھے اس طرح کہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ اور اپنے واسطے اور سب بندوں کے واسطے اس طرح ہے۔ السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین بعد اس کے تشہد کہتے ہیں گواہی دینے کو وہ یہ ہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ جاننا چاہیے کہ یہ گواہی توحید کی ہے کہ خدا کو ایک جانے اور اس میں کسی کو شریک نہ کرے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا بندہ جانے اور رسول اس کا پہچانے اور معلوم کرے کہ ایسے مضمون زبان پر لانے اور دل میں یقین کرنے سے مسلمان ہوا ہے اور نماز فرض ہوئی اور اسی پر ختم ہوئی اور معلوم رکھے کہ جس مضمون پر مدار کسی کام کا ہوتا ہے تکرار اسی مضمون کے اول آخر کیا کرتا ہے اس واسطے پہلے تکبیر تحریمہ سے کہ قصد حاضر ہونے دربار خاص کا کرتے ہیں۔ انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا وما انا من المشرکین پڑھتے ہیں یعنی میں نے منہ کیا اسی طرف کہ جس نے زمین اور آسمان بنائے ایک طرف کا ہو رہا اور میں شریک نہیں کرتا اور اندر نماز کے بھی یہ مضمون بہت ہے جیسے کہ لا الٰہ غیرک اور ایاک نعبد وایاک نستعین موجود ہے اور جس وقت دربار سے رخصت ہوتے تو بھی یہ مضمون بیان کر کہتے کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ بعد اس کے درود پڑھے۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ الٰہی رحمت خاص بھیج اوپر محمدؐ کے اور آل محمدؐ کے جیسے رحمت خاص بھیجی تو نے اوپر ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کے تو ہی ہے سراہا گیا بزرگی والا۔

اللّٰھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ الٰہی برکت بھیج اوپر محمدؐ کے اور آل محمدؐ کے جیسے کہ برکت بھیجی تو نے اوپر ابراہیمؑ کے اور آل ابراہیمؑ کے تو ہی ہے سراہا گیا بزرگ۔

اب ادب کے ساتھ نماز سے باہر آنا چاہیے۔ باہر آنا نماز سے فرض ہے اور تحیہ مسنون، نماز سے باہر آنے کا شرع میں یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ منفرد کو چاہیے کہ وقت سلام کے فرشتوں کرام کاتبین کی جو اس کے داہنے اور بائیں ہیں، نیت کرے اور مقتدی جو امام کے پیچھے برابر ہے امام اور داہنی طرف والے مقتدی اور فرشتوں کی نیت کرے اور اسی طرح بائیں طرف کے سلام میں امام اور بائیں مقتدی اور فرشتوں کی نیت کرے اور جو مقتدی کہ امام کے دہنے ہے دہنے سلام میں مقتدی اور فرشتوں کی جو اس سے دہنے ہیں نیت کرے اور بائیں سلام میں امام اور مقتدی اور فرشتوں کی جو اس کے بائیں طرف ہیں نیت کرے اسی طرح جو مقتدی کہ امام کے بائیں ہے اور جو مقتدی کہ دہنے طرف کنارے صف کے ہے دہنے سلام میں فرشتوں کی نیت کرے اور بائیں سلام میں امام اور مقتدی اور فرشتوں کی اور مقتدی بائیں طرف کے کنارے والا علیٰ ہذا القیاس اس کے بعد ایک دعا پڑھنی سنت ہے۔ اللّٰھم انت السلام ومنک السلام
تبارکت یا ذالجلال والاکرام

یا اللہ تو ہی ہے سلام اور تجھی سے ہے سلام اور برکت والا ہے تو اے صاحب بزرگی اور بخشش کے حدیث کی صحیح روایتوں میں یہ دعا اسی قدر مذکور ہے۔

باقی صفحہ ۲۵ پر

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

از: حضرت مولانا محمد احمد صاحب کراچی

يريدون ان يطفئوا نور الله ... تا ...
ولو كره المشركون ۝ (سورۃ التوبہ)

"وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو .. اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانے گا نہیں گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔ وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔"

ان سے گزشتہ آیات میں یہود و نصاریٰ کی گمراہی کا بیان اس طرح پر کیا گیا تھا، ایک یہ کہ دین حق پر نہیں چلتے۔ دوسرے انہوں نے خالق و مخلوق میں باپ بیٹے کا رشتہ قائم کر رکھا ہے (نعوذ باللہ) تیسرے انہوں نے اپنے علماء و مشائخ کو خدائی کا مجاز و مختار رکھا ہے گویا اہل کتاب تہ بہ تہ ظلمتوں تاریکیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اب ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ ان یہود و نصاریٰ میں جن کو یہاں کافر و مشرک ان کے عقائد کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ فقط یہی خرابی نہیں کہ خود تاریکی میں ہیں بلکہ اللہ کے آفتاب ہدایت کے چراغ کو اپنی پھونکوں سے بجھانا اور دوسروں کو بھی تاریکی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ خود گمراہ ہیں دوسروں کو بھی گمراہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ نے ان کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کے لیے جو قرآن نازل کیا اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ نے ان کو دعوت اسلام و ایمان دی تو اس سے یہ سرتابی کرتے ہیں بلکہ جھوٹ، بہتان اور افترا باندھتے ہیں اور طرح طرح کی لغو باتیں کرتے ہیں تاکہ دین حق نہ پھیلے مسلمانوں کو غلبہ و شوکت نہ نصیب ہو۔ مگر ان کافروں اور مشرکوں یعنی یہود و نصاریٰ کے عزائم سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ تو اپنے دین کی روشنی اطراف عالم میں پوری طرح پھیلا کر رہے گا، شان اسلام مشرق و مغرب میں جلوہ گر ہو گی خواہ ان کافروں کو کتنا ہی یہ ناگوار ہو۔ دین اسلام غالب ہو کر رہے گا۔ اللہ نے اپنے رسول کو عقائد و اعمال کی اصلاح کے اصول و قواعد دے کر بھیجا ہی اس لیے ہے کہ اسلام کو ہر دین پر غالب کر دے خواہ یہ مشرک یہود و نصاریٰ کتنے ہی برا مانیں۔

ان آیات میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور یعنی دین اسلام کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں یعنی منہ سے رد و اعتراض کی باتیں اس غرض سے کرتے ہیں کہ دین حق کو فروغ نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور مذکور کو یعنی دین اسلام کو کمال تک پہنچا کر رہے گا گو کافر لوگ جن میں یہود و نصاریٰ بھی آ گئے کیسے ہی ناخوش ہوں چنانچہ وہ اللہ ایسا ہے کہ اسی اتمام نور کے لیے اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کا سامان یعنی قرآن اور سچا دین اسلام دے کر دنیا میں بھیجا ہے۔ تاکہ اس دین کو بقیہ تمام دینوں پر غالب کر دے گا، گو مشرک جن میں یہود و نصاریٰ بھی داخل ہیں کیسے ہی ناخوش ہوں۔"

یہاں حق تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ عطا کیا جائے اور یہی مضمون سورۃ الفتح (پارہ ۲۶) اور سورۃ الصف (پارہ ۲۸) میں بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ ظہور اور غلبہ سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق حضرت کاندھلویؒ اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک دلیل و برہان کے اعتبار سے یعنی دین اسلام باعتبار دلیل اور برہان اور دلائل قائم کیے جائیں جس سے دین اسلام کا حق ہونا اور دوسرے دینوں کا باطل ہونا واضح ہو جائے اور غلبہ کی دوسری قسم یہ ہے کہ وہ باعتبار تیغ و سنان کے ہو یعنی دین حق کی شوکت اور سطوت کے سامنے دوسرے دین سرنگوں ہو جائیں اور اسلام ہی کی حکومت ہو اور اسی کا قانون ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ آیت میں ظہور اور غلبہ سے دونوں قسم کا غلبہ مراد ہے۔ دلیل و برہان کے اعتبار سے غلبہ تو اسلام کو ابتدا ہی سے حاصل تھا اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا البتہ دوسری قسم کا غلبہ اسلام کو بتدریج حاصل ہوا۔ مکہ مکرمہ میں دین اسلام باعتبار قوت و شوکت کے ابتدا میں کمزور تھا۔ ہجرت اور جہاد کے بعد بتدریج رفتہ رفتہ اسلام کی قوت و شوکت میں اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ سے حجاز اور نجد اور یمن کے تمام علاقے پر اسلام کی حکومت قائم ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ سعادت میں روئے زمین پر دو عظیم سلطنتیں تھیں۔ ایک ایران کی دوسرے روم کی۔ ان دونوں سلطنتوں کی سطوت و جبروت نے تمام دنیا کو گھیر رکھا تھا اور قیصر روم مذہباً عیسائی تھا۔ دنیا میں عیسائیت اور مجوسیت یہی دو مذاہب سب سے طاقتور تھے۔ جن کو کسریٰ اور قیصر کی سرپرستی حاصل تھی اور انہی کا دین تمام ادیان پر غالب تھا اور دیگر ادیان بمصداق الناس علی دین ملوکہم مغلوب تھے۔ ملک عرب میں بت پرستی کا زور تھا اور کچھ قدرے قلیل عیسائی اور یہودی تھے۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ بشارت دی گئی کہ دین اسلام تمام دینوں پر غالب ہو کر رہے گا۔ اب ظاہر ہے کہ اس غلبہ کی صورت سوائے اس کے نہیں ہو سکتی کہ روم اور ایران کی سلطنتیں درہم برہم ہو جائیں اور ان کی جگہ اسلام کی پرشوکت حکومت قائم ہو جائے کہ حکم اور قانون اسلام کا چلے۔ غلبہ دین کی اس پیشین گوئی کے ظہور کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ہوا کہ حجاز اور نجد اور یمن میں اسلام کو قوت و شوکت حاصل ہوئی اور دین اسلام کو بت پرستوں پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ یہ غلبۂ دین کی ایک منزل طے ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم دنیا سے

تشریف لے گئے اور وعدہ کی تکمیل آپ کے خلفاء کے ہاتھوں پر ہوئی چنانچہ حق تعالیٰ کا وعدہ اور پیشین گوئی خلفائے ثلاثہ کے ہاتھوں پر ہوئی اور انہیں کے زمانہ میں دنیا کی سب سے بڑی دو سلطنتیں روم اور ایران زیر و زبر ہوئیں اور ان دونوں سلطنتوں پر اسلام کا فاتحانہ قبضہ ہوا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب سلطنت قیصر مغلوب ہوئی تو گویا تمام ولایات فرنگ مغلوب ہو گئیں، اس لیے کہ ولایات فرنگستان یعنی ریاست ہائے انگلستان سب قیصر روم کے ماتحت تھیں اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سلطنت کسریٰ کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ ۳۱ھ میں کسریٰ مارا گیا اور مغرب کی جانب میں اسلامی سلطنت کی حدود اندلس اور قیروان اور بحر محیط تک پہنچی اور مشرق میں بلاد چین تک پہنچی اور مشارق و مغارب سے مدینہ میں خراج آنے لگا اس طرح اللہ نے اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کیا اور اپنا وعدہ پورا فرمایا (معارف القرآن جلد پنجم)

الغرض ان آیات میں اشاعت اور غلبہ اسلام کی ایک زبردست پیشین گوئی فرمائی گئی اور اس کی صداقت پر امت مسلمہ کی تاریخ گواہ ہے۔ یہود و نصاریٰ و مشرکین غرض ہر مخالف و معاند مکر و حیلہ، زور و جبر کے ہر ممکن طریقہ سے اسلام کی بیخ کنی میں لگا رہا اور لگا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود اسلام ہے کہ پھیلتا ہی جاتا ہے اور پیروان اسلام کی تعداد میں اضافہ روز افزوں ہے یہاں تک کہ مسیحی مشنریوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ دریغ روپیہ خرچ کرنے اور نہایت درجہ مستحکم نظام کے باوجود مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے مشن افریقہ وغیرہ میں ناکام ہو رہے ہیں۔

ان آیات کی تشریح میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اسلام کا غلبہ باقی اور ادیان پر معقولیت اور حجت و دلیل کے اعتبار سے تو ہر زمانہ میں بحمد اللہ نمایاں طور پر حاصل رہا ہے۔ باقی حکومت و سلطنت کے اعتبار سے وہ اس وقت حاصل ہوا ہے اور ہوگا جبکہ مسلمان اصول اسلام کے پوری طرح پابند اور ایمان و تقویٰ کی راہوں میں مضبوط اور جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم تھے یا آئندہ ہوں گے اور دین حق کا ایسا غلبہ کہ باطل ادیان کو مغلوب کر کے بالکل صفحہ ہستی سے محو کر دے یہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قرب قیامت میں ہوگا جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان آیات مبارکہ میں اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کے علوی تسلط کی زبردست پیشین گوئی فرمائی گئی جو بحمد اللہ پوری ہوئی نیز اس امر کی ضمنی صراحت ہے کہ اگر دنیائے کفر و شرک مکمل اسلام کو مٹانے کی کوشش کرے مگر مٹا نہ سکے گی۔ حق کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔ اسلام ہمیشہ اپنے براہین و دلائل کے ساتھ دیگر مذاہب پر غالب رہے گا۔ عیسائی و یہودی اس کو زیر کرنے کی کتنی بھی کوشش کریں مگر ہر کوشش بے سود ہوگی۔

ان آیات زیر تفسیر کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ دین اسلام کو تمام دوسرے دینوں پر غالب کرنے کی یہ خوشخبری اکثر زمانوں اور اکثر حالات کے اعتبار سے ہے جیسا کہ حضرت مقدادؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی کچا پکا مکان باقی نہ رہے گا۔ جس میں اسلام کا کلمہ داخل نہ ہو جائے عزت داروں کی عزت کے ساتھ اور ذلیل لوگوں کی ذلت کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ عزت دیں گے وہ مسلمان ہو جائیں گے اور جن کو ذلیل کرنا ہوگا وہ اسلام کو قبول تو نہ کریں گے مگر اسلامی حکومت کے تابع ہو جاویں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ سب وعدہ پورا ہوا ایک ہزار سال کے قریب اسلام کی شان و شوکت پوری دنیا پر چھائی رہی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین کے عہد مبارک میں تو اس کی تکمیل اور اتمام کا مشاہدہ ساری دنیا کر ہی چکی ہے اور آئندہ بھی دلائل اور حق کے اعتبار سے ہر زمانہ میں دین اسلام ایسا مکمل دین ہے کہ کسی معقول پسند انسان کو اس پر حرف گیری کا موقع نہیں مل سکتا اس لیے کفار کی تمام مخالفتوں کے باوجود یہ دین حق اپنی حجت اور دلیل کے اعتبار سے ہمیشہ غالب ہے اور جب مسلمان اس دین کی پوری پوری پیروی کریں تو ان کا ظاہری غلبہ اور حکومت و سلطنت بھی اس کے لوازم میں سے ہے جیسا کہ تاریخ اسلام کا تجربہ اس پر شاہد ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے قرآن و سنت پر پوری طرح عمل کیا تو کوئی گروہ و دنیا ان کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکا اور یہ پوری دنیا پر غالب آ کر رہے اور جب کبھی اور جہاں کہیں ان کو مغلوب و مقہور ہونے کی نوبت آئی ہے۔ قرآن و سنت کے احکام سے غفلت اور خلاف ورزی کا نتیجہ تھا جو ان کے سامنے آیا۔ دین حق پھر بھی اپنی جگہ مظفر و منصور ہی رہا۔

دعا کیجئے

اے اللہ اعدائے دین، مشرکین، کفار، یہود و نصاریٰ سب ہی تیرے نور دین اسلام اور مسلمین کے بدخواہ اور درپے آزار رہے ہیں اور اب بھی ہیں مگر اے اللہ آپ نے اپنی قدرت و حکمت سے اپنی نصرت و تائید سے اسلام کو چمکایا اور غالب فرمایا اور کفر و شرک کو مٹایا اور مغلوب کیا۔ اے اللہ اب بھی اعدائے دین اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ بھی عزائم رکھتے ہیں مگر آپ اپنی قدرت سے اور اپنی تائید و نصرت سے اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ و شوکت عطا فرمائیں۔ دین حق کو فتح یابی اور کامرانی نصیب فرمائیں۔ اعدائے دین کو ذلیل و خوار فرمائیں۔ ان کے عزائم کو ملیامیٹ فرمائیں۔ ان کی قوت کو پاش پاش فرما دیں۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ط

بقیہ: جنگ آزادی

پہلی جنگ آزادی کی ناکامیابی کے کئی وجوہ تھے مثلاً انقلابیوں کے پاس پرانے طرز کے اسلحے تھے جبکہ انگریزی فوجوں کے پاس جدید قسم کی رائفل اور توپیں تھیں انگریزی سپاہیوں کو عمدہ تربیت دی گئی تھی اس کے علاوہ بحری طاقت کی مدد سے وہ انگلستان سے نئی فوجی کمک اور لڑائی کا مزید سامان بھی حاصل کرتے رہے۔ ہندوستان کے تار اور ڈاک نظام پر انگریزوں کا ہی پورا قبضہ تھا اس لیے ضروری پیغام روانہ کرنے میں انہیں بڑی سہولت تھی۔ انگریزوں نے بڑی چالاکی سے بہت سے والیان ریاست کو اپنی طرف ملا لیا تھا اس کے علاوہ انگریزوں نے بھاری بھاری رقم اور عہدے کا لالچ دے کر پورے ملک میں مخبروں کا جال بچھا دیا۔ اس سے انگریزوں کو انقلابیوں کے ہر قدم کا پتہ چل جاتا اور وہ اپنی بہتر دفاع اور انقلابیوں پر حملہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ختم ہونے کے ساتھ ہی ہندوستان میں کمپنی کی حکومت ختم ہو گئی اور برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ ہندوستان کی بھی ملکہ بن گئیں۔ بہادر شاہ ظفر کو جلاوطن کر کے رنگون بھیج دیا گیا۔ بہت سے انقلابیوں کو کالے پانی کی سزا دی گئی جس میں اردو کے مشہور و معروف شاعر منیر شکوہ آبادی بھی شامل ہیں۔ برسوں تک انقلابیوں کے خلاف مقدمات چلتے رہے اور وہ داروگیر کے شکار ہوتے رہے۔

میرا عقیدہ

گاہے گاہے باز خواں

قرآن سے محبت ـ انگریز سے نفرت

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی یادگار تحریر

میں دنیا میں ایک چیز سے محبت کرتا ہوں اور وہ ہے قرآن مجھے صرف ایک چیز سے نفرت ہے اور وہ ہے انگریز میں سمجھتا ہوں کہ زندگی کے تجربوں اور مشاہدوں نے میرے ان دو جذبوں میں بلا کی شدت اور حرارت پیدا کردی ہے۔ محبت اور نفرت کے یہ دو زاویے ایسے ہیں کہ جن دماغوں میں ان کا سودا ہو ان کے لئے پابہ زنجیر ہندوستان میں جیل خانہ زندگی کے سفر کا ایک ایسا موڑ ہے جہاں کبھی طلب کے خیال سے رکنا پڑتا ہے کبھی فرض کی کشاکش سے آتی ہے اور کبھی جستجوئے منزل کا تقاضا پہنچا دیتا ہے یہ صحیح ہے کہ اب جیل خانے کی آبرو پر ابوالہوسوں نے پیش دستی شروع کی ہوئی ہے۔ اور سے

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

لیکن ۲۲ء کی تحریک خلافت کے زمانہ قید طلب پر غور کرتا ہوں تو نگاہوں میں ایک تصویر سی کھنچ جاتی ہے میانوالی ڈسٹرکٹ جیل میں احباب کی ایک یادگار بزم سب اہل ذوق، اہل نظر، اہل دل اور اہل علم جمع تھے مولانا احمد سعید دہلوی حدیث پڑھایا کرتے عبدالمجید سالک دربار اکبری کا سبق دیتے۔ مولوی عطاء اللہ کی نپی تلی باتیں گفتگو میں رس پیدا کرتیں۔ صوفی اقبال پانی پتی کے "شعلے" خدا کی پناہ؟ عبداللہ چوڑی والے کی ٹکسالی گالیاں تبرک کی طرح تقسیم ہوتیں اور آصف علی کھلتے تو پھولوں کے تختے بچھ جاتے جی خوش کرنے کے لئے مشاعروں کا اہتمام بھی ہوتا۔ شاعر طرحی و غیر طرحی کلام سناتے کبھی سالک صدر ہوتا کبھی آصف اور کبھی؟

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اختر علی خان نے ایک دفعہ معرکہ کی غزل سنائی سب لوٹ پوٹ ہو گئے۔ میرا ماتھا ٹھنکا۔ کچھ یاد سا آگیا میں نے اختر سے کہا میاں مقطع کہو وہ کسی قدر جھینپا میں نے کہا کہ تو پھر مجھ سے سنو مقطع تھا۔

سے جو مے کشی سے ہو فرصت تو دو گھڑی کو چلو
امیر مسجد جامع میں آج امام نہیں۔

سب ششدر رہ گئے ارے امیر مینائی کی غزل اڑالی۔ سوالات کی ایک بوچھاڑ ہونے لگی اختر علی خان مقطع کے ساتھ ہی بزم سے غائب ہو گئے دو دن روٹھے رہے تیسرے دن بمشکل راضی کیا گیا امیر مینائی کا دیوان ان کے تکیے کے نیچے پڑا تھا میں نے اٹھایا تو غزل کا صفحہ ہی پھٹا ہوا تھا جب طبیعت ذرا اور شگفتہ ہوتی تو مولانا ڈھولک بجاتے صوفی مرحوم تالی پیٹتا۔ داؤد غزنوی حال کھیلتے کبھی اختر گاتا کبھی سالک۔ کبھی تینوں وہ رنگ بندھتا کہ در و دیوار جھومتے اور کائنات بھی جھک کر گوش بر آواز ہو جاتی۔

اب کہاں۔ لیکن وہ رنگا رنگ بزم آرائیاں یعنی سب نقش و نگار طاق نسیاں ہو گئیں ہم میں سے کوئی رہا ہوتا تو سب بچوں کی طرح روتے بلکتے اور بادل نخواستہ الوداع کہتے۔ مولانا احمد سعید رہا ہونے لگے تو ان کی گھگھی بندھ گئی۔ آنسوؤں کے تاروں سے نغمہ جدائی پھوٹ رہا تھا۔

اس قید کے علاوہ اور بھی کئی دفعہ قید ہوئے لیکن وہ رنگ کبھی نہ پیدا ہوا پنجاب کی تو تقریباً سب جیلیں دیکھی بھالی ہیں۔ لیکن ۳۰ء میں ڈمڈم جیل ڈھاکہ کی زیارت بھی ہو گئی۔ وہاں افسروں سے ایسی ٹھنی کہ رہائی تک اکھاڑہ جما رہا۔ دوست زندانی مصائب سنانے میں لذت محسوس کرتے ہیں اور میں عیب، میرا اپنا زاویہ نظر ہے میں ان مصیبتوں کو رسوا کرنے کا عادی نہیں میرے لئے جیل خانہ صرف نقل مکانی ہے اپنے گرد و پیش باغ و بہار فراہم کر لیتا ہوں اور قید یوں گذر جاتی ہے۔ جیسے صحراؤں سے بادل

ایک شب جیل خانہ میں سورہ یوسف کی تلاوت کر رہا تھا چودھویں رات کا چاند آسمان پر جھلملا رہا تھا جیسے محسوس ہوا کہ وہ قرأت کی تاثیر میں ڈوب کر ٹھہر گیا ہے ایک گھنٹہ اسی تلاوت میں گزر گیا اتنے میں پنڈت داجی لال سپرنٹنڈنٹ جیل نے پیچھے سے پکارا دیکھا تو وہ کھڑا ہے اور رخسار اس کے آنسوؤں سے تر ہیں۔ کہنے لگا شاہ جی خدا کے لئے بس کرو۔ میرا دل قابو سے باہر ہو گیا ہے اب مجھ میں رونے کی سکت نہیں۔ اللہ اللہ یہ قرآن کی محبت کا اعجاز تھا

ایک دن گورنمنٹ آف انڈیا کا برطانوی شہزادہ ہوم ممبر معائنہ کے لئے آ پہنچا میں بیٹھا ہوا کوئی کتاب دیکھ رہا تھا مجھ سے مخاطب ہو کر بولا "کہئے شاہ جی! آپ اچھے ہیں" میں نے کہا خدا کا شکر ہے۔

دوبارہ پوچھا۔ کوئی سوال۔

"میں صرف اللہ سے سوال کیا کرتا ہوں" یہ میرا جواب تھا۔ وہ فوراً بولا نہیں میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں

"جی ہاں! آپ میرا ملک چھوڑ کر تشریف لے جائیے"

گورا پلٹ گیا اس واقعہ کو ۲۵ برس گذر چکے ہیں اور ربع صدی کے بعد انگریز خود کہہ رہا ہے کہ وہ جا رہا ہے وہ جب یہاں رہنے پر مصر تھا تو ہندوستان جیل خانہ تھا

باقی صفحہ ۲۴ پر

پہلی جنگِ آزادی

ایک جائزہ

اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ اقتدار کی ہوس نے قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے پے در پے حملوں سے لگی رہی سہی طاقت نیست و نابود ہو گئی۔ اس طوائف الملوکی کے عالم میں نئی نئی طاقتیں وجود میں آئیں۔ مرہٹوں نے مہاراشٹر وسطی ہند گجرات اور مالوہ پر قبضہ جما لیا۔ صوبیدار خود مختار بن بیٹھے اور انگریز جن کی حیثیت فقط ایک تاجر کی تھی وہ بھی ۱۷۵۷ء میں پلاسی کے مقام پر سراج الدولہ کو شکست دے کر حکمرانی کا خواب دیکھنے لگے۔ بکسر اور میسور کی فتح نے انگریزوں کا حوصلہ اور بلند کر دیا۔ ۱۸۰۰ء میں انگریز فوج نے دہلی پر حملہ کر کے ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے شاہ عالم کی حکومت "از دلی تا پالم" ہو کر رہ گئی۔ اس کے بعد مغلیہ سلطنت کی حکومت کا لب لباب بس اتنا تھا: "خلق خدا کی ملک بادشاہ سلامت کا اور حکم کمپنی بہادر کا"۔

ہندوستانی بادشاہ عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے اور انگریز اپنی حکومت کو مضبوط سے مضبوط بنانے میں سرگرم عمل ہو گئے۔ اسی رد عمل سے ہندوستان معاشی بحران اور معاشرتی زوال کا شکار ہو گیا۔ اس وقت برسر اقتدار حکومت سے برسر پیکار ہونے والی تھوڑی بہت طاقت صرف علما کی تھی اور خاص طور سے شاہ ولی اللہ کی تحریک کا رول نمایاں اور اہم تھا۔

اتنی بات تو سب جانتے ہیں کہ انقلاب ۱۸۵۷ء کی آگ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو بھڑکی مگر اس کی چنگاری برسوں سے اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔

انگریزوں کے ظلم و استبداد کو برداشت کرتے کرتے لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ کمپنی سرکار کی غلط معاشی پالیسی کی وجہ کاشتکاروں اور دستکاروں کی حالت ابتر ہو گئی تھی۔ عوام و خواص غیر مطمئن زندگی گزار رہے تھے۔ انگریزوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ میں جان کی بازی لگا دی مگر ہندوستانیوں کے مذہبی جذبات کا ذرا بھی احترام نہیں کیا۔ انگریز اپنے فوجی زعم میں جو بھی جی میں آتا وہ کرتے تھے۔ ۱۸۰۰ء میں ریڈمنڈ نام کے پادری نے یہ خیال ظاہر کیا کہ پورے ملک میں ایک مذہب ہو۔ یعنی پورے ملک میں لوگ عیسائی مذہب قبول کر لیں۔ ۱۸۵۱ء میں باجی راؤ کا انتقال ہوا تو پنشن کے وارث نانا صاحب کو پنشن دینے سے انکار کر دیا۔ ۱۸۵۳ء میں مہارانی لکشمی بائی کے شوہر راجہ گنگا دھر راؤ کا انتقال ہو گیا تو جھانسی کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے علاقے میں شامل کر لیا گیا۔ ۱۸۵۶ء میں بدانتظامی کا الزام لگا کر اودھ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ ایسے غیر منصفانہ سلوک کی وجہ سے ہندوستانی عوام کے جذبات کو ٹھیس پہنچی لہٰذا غیر ملکی حکومت کی بیخ کنی کے لیے ایک منظم منصوبہ بنایا گیا جس میں اہم رول نانا صاحب ان کے وزیر عظیم اللہ اور فیض آباد کے مولوی احمد اللہ شاہ کا تھا۔ ملک میں چاروں طرف قاصد روانہ کر کے والیان ریاست اور علاقے کے بااثر سربرآوردہ طبقوں کو انگریزوں کے خلاف منظم کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہندوستانی فوجی سپاہیوں میں لال کنول گھمایا گیا جو اس بات کا اشارہ تھا کہ اس جنگ میں سپاہی اپنا خون بہانے کے لیے تیار ہیں۔ اسی لیے گاؤں گاؤں چپاتیاں تقسیم کر کے بغاوت کے پیغام کو خفیہ طور پر منتشر کیا گیا جو ہندو مسلم کے برادرانہ تعلقات کا مظہر ہے۔ منصوبے کے تحت یہ بھی طے پایا کہ ۳۱ مئی ۱۸۵۷ء کو ملک کے تمام ہندوستانی سپاہی ملک کی تمام چھاؤنیوں میں ایک ساتھ بغاوت کریں گے۔

لیکن بدقسمتی سے پیشتر ہندوستانی سپاہیوں کی ناعاقبت اندیشی اور بے جا جوش و خروش سے انقلاب کا راز فاش ہو گیا۔ ہندوستانی سپاہی نے کارتوس جس کے متعلق یہ بات عام ہو چکی تھی کہ اس میں سور اور گائے کی چربی لگی ہوئی تھی کے استعمال کے معاملے میں مشتعل ہو گئے۔ اس کے خلاف سب سے پہلے صدائے احتجاج بلند کرنے والی بارک پور کی دو رجمنٹیں تھیں۔ ۲۹ مارچ ۱۸۵۷ء کو منگل پانڈے نے اپنے انگریز افسر کو گولی مار کر ہلاک کر ڈالا۔ اس جرم میں اسے ۸ اپریل کو بارک پور میں پھانسی کی سزا دی گئی اس کے بعد دونوں ہندوستانی رجمنٹیں توڑ دی گئیں۔ اسی قسم کا واقعہ انبالہ میں ہوا مگر انگریزوں نے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں سور اور گائے کی چربی لگے ہوئے کارتوس کے لیے کوئی سدباب نہیں کیا اور مختلف چھاؤنیوں میں سنسنی پھیل گئی۔ میرٹھ چھاؤنی کے ہندوستانی سپاہی ان کارتوسوں کے سبب مشتعل ہو گئے۔ چھاؤنی کے ۸۵ سپاہیوں نے ان کارتوسوں کو استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے نتیجے میں پریڈ کے میدان میں ان کی وردیاں اتروائی گئیں اور انہیں قید کر لیا گیا اس بے عزتی سے ناراض ہو کر چھاؤنی کے تمام ہندوستانی سپاہیوں نے ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو کھلی بغاوت کر دی۔ ان سپاہیوں نے اسلحہ خانہ پر حملہ کر کے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا اور اپنے قیدی ساتھیوں کو آزاد کرا لیا۔ اس تصادم میں بہت سے انگریز موت کے گھاٹ اتار دیے گئے اسی دن ہزاروں کی تعداد میں انقلابیوں نے دلی کی جانب کوچ کر دیا۔ راتوں رات چل کر ۱۱ کی صبح دلی پہنچ گئے اور لال قلعہ پر مغل جہاں پناہ ابو ظفر بہادر شاہ ظفر کے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ بغاوت کی آگ بہت جلد اودھ روہیل کھنڈ وسط ہندوستان اور بہار وغیرہ کے علاقوں میں پھیل گئی۔ بریلی، بنارس، لکھنؤ اور کانپور وغیرہ انقلاب کے خاص خاص مرکز بن گئے۔ انگریز حواس باختہ ہو گئے ان کے پیر کے نیچے کی زمین سرک گئی۔ بڑے بڑے گرانڈیل قوی ہیکل انگریزوں کو لڑکوں کی ٹولیوں نے اینٹوں اور پتھروں سے مار مار کر ہلاک کر دیا۔ بہت سے عورتوں کا بھیس بدل کر چھکڑے میں سوار ہو کر دلی سے باہر جا کر پناہ لی۔ ۲ جولائی کو صوبیدار بخت خاں جب اپنے چودہ ہزار لشکر کے ساتھ بریلی سے دلی آیا تو انقلابیوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ

پیدا ہوگیا۔ بخت خاں نے بڑی بہادری اور دانشمندی سے فوج کی قیادت کی جس کی وجہ سے انقلابیوں کے قدم دلی میں جم گئے۔ مورخوں کا قیاس ہے کہ اگر وقت نے بخت خان کا ساتھ دیا ہوتا تو وہ ہندوستان کا دوسرا شیر شاہ ہوتا۔ پہلی جنگ آزادی میں مردوں کے شانہ بشانہ عورتوں نے بھی حصہ لیا جس میں خاص طور سے جھانسی کی رانی لکشمی بائی اور واجد علی شاہ کی بیگم حضرت محل کا نام قابل ذکر ہے۔

چار مہینے اور چار دن کے بعد یعنی ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو دلی پھر بہادر شاہ سے چھن کر انگریزوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ دوبارہ جب انگریزوں کے قبضے میں آئی تو انگریزوں نے ہندوستانیوں سے جی بھر کر انتقام لیا۔ دلی کی جان کنی میں اس وقت کی تباہی و بربادی کا جو منظر خواجہ حسن نظامی نے پیش کیا ہے اسے پڑھ کر آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔ انگریزوں نے بربریت اور ظلم کا وہ مظاہرہ کیا جس سے کہ دلی کے باشندے نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے سفاکانہ حملے کو بھول گئے۔ شہزادوں کے قتل کے بعد ان کے سر کاٹے گئے اور ان سروں کو طشت میں سجا کر بادشاہ کو پیش کیا گیا۔

انگریزوں نے بیماروں اور زخمیوں کو قتل کیا معصوم اور شیر خوار بچوں کو تلوار سے ہلاک کیا جہاں راستے میں درخت ملے وہیں انقلابیوں کو پھانسی دے دی گئی۔ اس لیے شمالی ہندوستان میں بے شمار گاؤں اور بازار ایسے تھے جہاں درختوں سے لٹکی ہوئی لاشوں کے گرد چیل کوے منڈلاتے ہوئے نظر آتے تھے۔ بوڑھے باپ کے سامنے جوان بیٹوں کو قتل کیا گیا لوگوں کو رسی میں باندھ کر ایک قطار میں کھڑا کر کے گولیاں برسائی گئیں۔ بہت سے عزت مند مردوں نے آبرو بچانے کے لیے اپنی بیوی اور جوان بیٹیوں کو خود قتل کر دیا۔ بہت سی عورتیں اپنی عزت بچانے کے لیے کنویں میں کود گئیں۔ سینکڑوں بچے بھوک بھوک کہتے ہوئے ماں کی گود میں مر گئے۔ بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئیں کنواری بہنیں اور بیٹیاں بے سہارا ہو گئیں۔ ہزاروں شریف عورتیں بھیک مانگنے پر مجبور ہو گئیں۔ غرض خوف و ہراس کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی یہ کہہ کر بحکم سرکار فلاں گاؤں جلایا جا رہا ہے تو کسی میں مخل ہونے کی سکت نہیں رہ گئی تھی اور یہ فضا برسوں قائم رہی۔

باقی صفحہ ۱۱ پر

آپ کے مسائل

نفاس کا مسئلہ

لیاقت علی ——— ابوظہبی

س:۔ آجکل ہم چند دوستوں میں ایک بحث چل رہی ہے، جس کے متعلق اسلامی نقطہ نظر سے جواب لکھ کر مطمئن فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ زچگی کے بعد عورت اپنے شوہر سے ۴۰ دن تک صحبت نہیں کر سکتی۔ پوچھنا یہ ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے یہ پابندی لازمی ہے یا طبی نقطہ نظر سے، اگر عورت اپنے آپ کو ٹھیک محسوس کرتی ہو۔ یعنی خون وغیرہ زچگی کے ۴۰ دن کے دوران نہ آتا ہو۔ تو آیا اس کا شوہر اس کو صحبت کرنے کیلئے آمادہ کر سکتا ہے۔ یا ۴۰ دن کے بعد ایسا کرنا چاہئے۔

ج:۔ جس طرح ماہواری کے دنوں میں صحبت جائز نہیں اسی طرح زچگی کے بعد جب تک خون جاری رہتا ہے صحبت جائز نہیں اور اگر چالیس دن کے بعد بھی خون جاری رہے تو عورت پاک سمجھی جائے گی اور خون کے باوجود صحبت حلال ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ ولادت کے بعد جو خون آتا ہے اسے نفاس کہا جاتا ہے، نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، اور کم سے کم اس کی کوئی مدت نہیں۔ عورت کا خون جب بھی بند ہو جائے (ایسے طور پر کہ دوبارہ نہ آئے) وہ پاک سمجھی جائے گی۔ اور اس سے صحبت حلال ہوگی اور اگر چالیس دن سے بڑھ جائے تب بھی زائد دنوں پر عورت پاک سمجھی جائے گی۔

س:۔ ایک عورت زاہدہ بعمر ۲۱ سال۔ نکاح کے بعد اپنے خاوند کے گھر۔ خسر اور خاوند ایک ہی گھر میں رہتے ہیں، ایک روز سسر نے تنہائی کی حالت میں زاہدہ بیگم کے گال پر بوسہ لے لیا۔ یہ بات زاہدہ نے اپنے خاوند کو بتلائی تو خاوند کو اپنے والد پر بہت غصہ آیا۔ اور بولا کہ اس سے بہتر ہے دعا کرو کہ "باپ مر جائے" لیکن والد صاحب سے ڈر کی وجہ سے کچھ نہیں کہا اور زاہدہ نے چچا اور اپنی دادی اور چچا زاد بہن کو بھی خبر کی لیکن چچا زاد بہن نے خاموش رہنے کو کہا اور دادی نے بس یہ کہا اللہ اسے ہدایت دے۔ پھر جب پتہ لگنے پر سسر سے پوچھا گیا تو کہتا ہے "میں نے مولوی صاحب سے پوچھا ہے انہوں نے کہا کیونکہ سسر والد کی طرح ہوتا ہے اس لئے یہ آپ کر سکتے ہیں" اور کہنے لگے کہ میں اسکو بیٹیوں کی طرح چاہتا ہوں اس کے بعد متعدد مرتبہ زاہدہ کے دونوں گالوں پر اس نے بوسے لئے اور اس سے عجیب عجیب باتیں کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ "تو مجھے بہت پیاری ہے، میں چاہتا ہوں کہ تجھے کچا کھا جاؤں" اور ایک مرتبہ کسی شہر میں جاتے ہوئے جبکہ گاڑی میں صرف سسر اور زاہدہ ہی تھی زاہدہ سے کہنے لگے کہ آگے آؤ میں تمہیں گاڑی چلانا سکھاؤں گا اور اسے اپنی ٹانگوں پر بٹھا کر اسٹیئرنگ پکڑا یا پھر گود میں بٹھا کر "ایکسیلیٹر" پر پاؤں رکھنے کو کہا۔ اس قسم کی اور بھی باتیں برابر زاہدہ سے تنہائی کی حالت میں کرتا رہتا ہے۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ زاہدہ بیگم کا سسرال حیدرآباد پاکستان ہے اور زاہدہ کے والد مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں اس لئے زاہدہ ان باتوں کی اطلاع بروقت اپنے والدین کو نہ کر سکی۔ پھر جب زاہدہ والدین کے پاس آنے لگی تو سسر نے قرآن شریف پر قسم اٹھوائی کہ وہ والدین کے ہاں جا کر کسی قسم کی باتیں نہ بتائے؟ قسم کے خوف سے زاہدہ نے والدین کو اس کی اطلاع نہ دی بلکہ مبہم طریقے سے ٹیلیفون پر ایک عالم دین سے یہ گفتگو کی کہ "میرے سسر کا رویہ ہمارے ساتھ اچھا نہیں معلوم ہوتا" اس پر ان عالم دین نے احتیاط ہی کی تلقین فرمائی اور کہا کہ "بہرحال تم کو محتاط رہنا ضروری ہے اور احتیاطی رہائش کی تدبیر کرنی چاہئے" زاہدہ کے چچا اور دادی اور چچا زاد بہن نے ان مسائل سے ناواقفی کی بنا پر خاموش رہنے کی تلقین کی تھی جب عالم دین سے بھی احتیاطی تدابیر کرنے کا مشورہ ملا تو قسم توڑنے کا خوف اور بڑھ گیا ہے

چند دنوں بعد زاہدہ ایک استانی کے پاس جن سے اس نے پہلے بھی قرآن پڑھا ہے دوبارہ قرآن پاک پڑھنے اور دینی مسائل پڑھنے کے سلسلے میں جانا شروع کیا۔ استانی کے ہاں "حرمت مصاہرت" نامی کتاب (مصنفہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری طال مدرس جامعہ دار العلوم دیوبند۔ یوپی۔ انڈیا) پر نظر پڑی۔ تب زاہدہ کو فکر ہوئی۔ زاہدہ نے اپنی قسم توڑ دی اور والدین سے ساری باتیں کہہ سنائیں۔ اب زاہدہ بیگم کے والدہ کو فکر لاحق ہوئی کہ لیے جانے والے علماء سے مشورہ کے اسی دوران مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی کا عرصہ پر تشریف لائے۔ انہوں نے تمام باتوں پر مطلع ہو کر "لڑکی کے شوہر پر حرام ہو جانے کا فتویٰ دیا" اور یہ بھی فتویٰ دیا کہ "حرمت مصاہرت ثابت ہونے پر لڑکی اپنی زبان سے یوں کہہ دے" میں اپنا نکاح فسخ کرتی ہوں" اس سے نکاح فسخ ہو جائیگا عدت گزرنے پر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

ادھر زاہدہ کے سسر نے بھی ایک استفتاء دیا کہ کیا سسر اپنی بہو کو پیار کر سکتا ہے؟ کسی نامور مفتی نے مراسلہ پر فتویٰ دیدیا کہ "بہو چونکہ بیٹی کی طرح ہوتی ہے لہٰذا اس سے کوئی حرج نہیں بوسہ لے سکتا ہے" زاہدہ کے سسر نے اس کی فوٹو کاپی زاہدہ کے والد کے پاس بھیج کر اپنی بدعملی کے جواز کا ثبوت پیش کیا اس سے اور بھی اطمینان ہوا کہ زاہدہ اپنی باتوں میں سچی ہے!

لہٰذا والد زاہدہ نے پاکستان جاکر زاہدہ کے سسر سے اس سلسلہ میں گفتگو کی کہ لڑکی کو طلاق دلوا دیا جائے۔ تو زاہدہ کے شوہر نے چند آدمیوں کے روبرو یہ جملہ کہا کہ (وہ مسماۃ زاہدہ بیگم کو فارغ کرتا ہے) اور تحریری طور پر طلاق ۲۹ مارچ ۹۰ء کو دیدیگا) زاہدہ کے شوہر نے یہ بات چند گواہوں کے سامنے کہی لیکن ابھی تک تحریری طور پر طلاق نامہ اس نے لکھ کر نہیں دیا ہے۔ اور اب طلاق دینے سے انکار کرتا ہے۔ لہٰذا اب یہ سوال ہے کہ شرعی دلائل کی روشنی میں مسئلہ کا حکم شرعی بتاکر عند اللہ ماجور ہوں۔

ج: سوال میں جو واقعات ذکر کئے گئے ہیں ان سے درج ذیل امور منقح ہو کر سامنے آتے ہیں۔

اوّل: زاہدہ کے خسر کا گال پر بوسہ لینا زاہدہ کے خسر کو بھی مسلم ہے اور زاہدہ کے شوہر کو بھی۔ دوم: خسر کا دعویٰ ہے کہ اس کی یہ حرکات شہوت سے نہیں تھیں مگر اس کے جو اقوال سوال میں ذکر کئے گئے ہیں: "تو مجھے بہت پیار کرتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے کیا کھا جائے گی" اور کمرے کی بتی بجھانے کا جو واقعہ درج کیا گیا ہے خسر کے یہ اقوال و احوال اس کے دعویٰ کو جھٹلاتے ہیں۔

سوم: زاہدہ کا شوہر گواہوں کے سامنے یہ کہہ چکا ہے کہ "میں اسے فارغ کرتا ہوں"۔ ان تین تنقیحات کے بعد زاہدہ کا حکم واضح ہے کہ وہ اپنے شوہر کے لئے ہمیشہ کو حرام ہو چکی ہے کیونکہ رخسار پر بوسہ لینا مفتیٰ بہ قول کے مطابق مطلقاً موجب حرمت ہے، خواہ بوسہ لینے والا شہوت کا اقرار کرے یا نہ کرے علاوہ ازیں تنقیح دوم کے مطابق زاہدہ کے خسر کے اقوال و افعال شہوت کو ثابت کرتے ہیں۔ لہٰذا بلاشبہ حرمت ثابت ہوگی۔

ثبوت حرمت کے بعد شوہر کے ذمہ متارکہ لازم ہے۔ اور زاہدہ کا شوہر گواہوں کے روبرو متارکہ کے الفاظ ادا کر چکا ہے لہٰذا عدت ختم ہو جانے کے بعد زاہدہ دوسری جگہ عقد کر سکتی ہے۔ شرعاً اس کے لئے کوئی مانع نہیں۔ محمد یوسف

"اگر استفتاء کا مضمون صحیح ہے تو جواب صحیح ہے۔ عبدالسلام"

حجۃ الاسلام الامام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کارنامے

از: محمد فہیم اختر

سچ تو یہ ہے کہ بارہویں صدی ہجری کا یہ فاروقی مجدد جس کے ہمہ گیر نورانی پر ایک نئے دور کا آغاز درخشندہ تھا۔ اس جامع شخصیت کے ہمہ جہتی کارناموں کے دفتر بے پایاں پر سوئے قلم حیراں اور خود صاحب قلم بے ساختہ یہ شکوہ کناں ہے کہ

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گلچیں بہارِ تو زداماں گلہ دارد!

آپ اپنی ذات سے کیا نہ تھے۔ قدرت کے بہترین شاہکار، یگانہ روزگار، حقائق و معارف کا بحر مواج اور دیگر علوم کا دریائے ذخار، مولانا فضل حق خیرآبادی کی زبان میں "ایک بحر زخار جس کا کوئی کنارہ نہیں" کشور سخن کے اورنگ نشین مولانا مناظر احسن گیلانی کے حسین انداز میں "آغوش موج کا ایک درخشندہ یا اسلامی ہند کے طوفانی عہد میں خدا کا ایک وفادار بندہ"، علامہ شبلی نعمانی کی تعبیر میں "جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی، رازی اور ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے"۔ ماہر القادری مرحوم کے خراج عقیدت میں۔

تو مبلغ تھا حدیث فخر موجودات کا
تیرے آتے ہی جنازہ اٹھ گیا بدعات کا
تو مفسر بھی، محدث بھی، فقیہ و شیخ بھی
کون اندازہ لگا سکے تیرے محسوسات کا

بلکہ خود آپ کے سربستہ رموز سے
بہ زمزمہ جو تمنا تھا کہ

وانی وان کنت الاخیر زمانہ
لآت بما لم تستطعہ الاوائل

"اگرچہ میرا زمانہ بہت ہی بعد میں رہا لیکن اس کے باوجود میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیتا ہوں جو پہلے لوگ نہ کر سکے"

۴ شوال ۱۱۱۴ھ بروز چہار شنبہ کی وہ صبح جس وقت طلوع شمس خاور کے ساتھ یہ خورشید علم و فضل بھی مطلع نظر کے قصبہ پھلت میں طلوع ہوا۔ وہ دور اخلاقی اور روحانی پستی کے اعتبار سے نہایت ہی شرمناک دور تھا اور سیاسی لحاظ سے سلطنت مغلیہ چراغ سحری بن چکی تھی۔ آپ نے والد محترم شاہ عبدالرحیم سے بیشتر علوم حاصل کئے پھر تیس سال کی عمر میں حجاز مقدس کی حاضری نصیب ہوئی۔ ایک سال سے کچھ زیادہ قیام فرمایا اور اس "مثابة للناس" میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے آئے ہوئے علماء و مشائخ وہاں خصوصاً شیخ ابو طاہر مدنی سے خوب خوب استفادہ کیا۔ یہیں آپ کی وہ ذہنی و فکری تربیت ہوئی جس کا ظہور ۱۱۴۵ھ میں واپسی کے بعد تجدیدی کاموں کی شکل میں ہوا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی نے "دعوت عزیمت جلد پنجم ص ۱۳۱" پر آپ کے کارناموں کو سات خانوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہم ایجاز و اختصار ملحوظ رکھتے ہوئے ان پر کچھ وضاحتی گفتگو کریں گے۔

اصلاح عقائد و دعوت الی القرآن

واقعہ یہ ہے کہ اس عہد میں عقائد بالکل بگڑ چکے تھے۔ عوام کالانعام کو تو جانے دیجئے خود خواص کا یہ حال تھا کہ ان کے عقائد کے ڈانڈے کے حدود کو چھو رہے تھے۔ آپ نے اس وبائے عام کے علاج کے لیے قرآن کے فہم و تدبر کا سب سے مؤثر طریقہ اپنایا۔ ۱۱۵۱ھ میں "فتح الرحمن" کے نام سے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ اور اس کی اشاعت کا کام شروع کیا۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی "الفوز الکبیر" کی تصنیف ہے جو اپنے موضوع پر منفرد کتاب ہے۔ درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ توحید کی علمی تنقیح و تحقیق کی اور "العقیدۃ الحسنۃ" کے نام سے ایک کتاب لکھ کر توحید کی راہ مستقیم دکھائی۔

حدیث و سنت کی اشاعت و ترویج اور فقہ و حدیث میں تطبیق کی دعوت و سعی

علوم دینیہ کے دوسرے سرچشمہ علم حدیث کے ساتھ بے اعتنائی برتی جا رہی تھی۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ کے بلیغ و جامع الفاظ میں "فقہ و فتاویٰ کی لفظی پرستش ہر مفتی کے پیش نظر تھی۔ مسائل فقہ میں تحقیق و تدقیق مذہب کا سب سے بڑا جرم تھا۔"

(حوالہ: دعوت و عزیمت ج ۵ ص ۹۴)

حجاز مقدس سے واپسی کے وقت استاد محترم شیخ ابو طاہر مدنیؒ سے آپ نے فرمایا تھا کہ "میں نے جو کچھ پڑھا تھا سب بھلا دیا سوائے علم حدیث کے" واپس آتے ہی حدیث شریف کی تشریح و تفہیم، تدریس و تعلیم اور نشر و اشاعت میں پوری طرح مصروف ہو گئے۔

اس سلسلہ میں آپ نے مؤطا امام مالک کی فارسی شرح باسم "مصفّٰی" اور عربی شرح باسم "مسوّیٰ" نیز "شرح تراجم ابواب بخاری" تصنیف فرمائی۔

فقہ و حدیث کے دو متوازی سلسلے چلے آرہے تھے۔ آپ نے تطبیق بین الفقہ والحدیث کا کارنامہ انجام دیا۔ اجتہاد و تقلید کے درمیان ایک راہ اعتدال ہموار کی اور "الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف" کا اپنے موضوع پر منفرد رسالہ اور "عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید" کی بقامت کہتر بقیمت بہتر کتاب کے ذریعہ اس راہ کے راہروں کے لیے منارۂ نور و نشان منزل قائم

کر دیے ہے

عقل و مذہب کو سمویا تو نے اس انداز سے
صبح میں جیسے نمایاں ہو دھندلکا رات کا

شریعت اسلامی کی مربوط و مدلل ترجمانی اور اسرار و مقاصد حدیث و سنت کی نقاب کشائی

آپ نے مکہ معظمہ کے دوران قیام ایک خواب دیکھا کہ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما نے آپ کو قلم عطا کیا اور فرمایا کہ یہ ہمارے نانا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قلم ہے۔ یہ اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے دین کی نئی توجیہ کی شرح کا کام لینا ہے چنانچہ آپ کے ہاتھوں اسلام کے پورے نظام شرعی کی حکیمانہ توجیہ و تشریح کا کارنامہ "حجۃ اللہ البالغہ" اور "البدور البازغہ" کی شکل میں منصۂ شہود پر آیا جس کے ذریعہ اس عہد میں اللہ تعالیٰ کی حجت تمام ہوئی۔ مختلف موضوعات پر مشتمل اس مایہ ناز تصنیف کا ہر ہر لفظ اپنی سحر بیانی و دلکشی میں کوثر و تسنیم سے دھلا ہوا اور اس کے ہر ہر صفحہ پر آپ کے دریائے علم کی طغیانی اور رہوار قلم کی جولانی نظر آتی ہے۔

اسلام میں خلافت کے منصب کی تشریح، خلافت راشدہ کے خصائص اور اس کا اثبات

آپ نے بحر قرآن کی غواصی کر کے دلائل قاطعہ کے ذریعہ خلفائے راشدین کی خلافت کا اثبات کیا اور وہ شہرۂ آفاق کتاب "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" بزبان فارسی تصنیف فرمائی کہ بقول حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی "اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر اپنے موضوع پر غالباً پہلی اور یقیناً اس وقت تک آخری کتاب ہے۔ تمام کتاب وجد آفریں اور ولولہ انگیز علمی و ذوقی نکات سے لبریز ہے۔"

(حوالہ: الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر ص ۲۷۵)

امت کے مختلف طبقات کا احتساب

اور ان کو دعوت اصلاح و انقلاب

ان تمام کارناموں اور عظیم تصنیفی خدمات کے ساتھ آپ معاشرہ کے مختلف طبقات سے بھی پوری طرح باخبر تھے چنانچہ اپنی کتاب "تفہیمات" میں بہت ہی مؤثر اور دلنشیں پیرایۂ بیان میں مختلف طبقات امت سے خصوصاً و عموماً خطاب کیا ہے پھر امراض کی تشخیص اور علاج تجویز کیا ہے اس کتاب کی ہر ہر سطر سے ایسا معلوم پڑتا ہے کہ آپ کا قلم نبض شناس کی انگلی کی طرح رباب دل کے تاروں سے کھیل رہا ہے۔

سیاسی انتشار اور حکومت مغلیہ کے دور انحطاط میں شاہ صاحبؒ کا مجاہدانہ و قائدانہ کردار

سیاسی انتشار اور حکومت مغلیہ کے دور انحطاط میں شاہ صاحبؒ حوادث کے گرد و غبار یا ان کی موسلادھار بارش کے درمیان بیٹھ کر تصنیف و تحقیق کا کام کیا۔ علامہ اقبالؒ کا یہ شعر حقیقت حال کی سچی تصویر معلوم ہوتا ہے

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیے ہیں انداز خسروانہ

لیکن ان سب کے ساتھ سیاسی میدان میں بھی قائدانہ کردار ادا کیا۔ "دلی" کی زبوں حالی نے آپ کے دل کو مضطرب کر رکھا تھا۔ آپ نے اپنی فراست ایمانی سے اس عہد کی دو عظیم شخصیتوں نجیب الدولہ اور احمد شاہ ابدالی کا انتخاب کیا، مراسلات کے ذریعہ ان کی ایمانی چنگاری فروزاں کر کے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان آنے کی دعوت دی۔ بالآخر ۱۱۷۴ھ میں پانی پت کے تاریخی میدان میں مرہٹوں اور افغانوں اور ہندوستانی اسلامی متحدہ محاذ کے درمیان وہ فیصلہ کن جنگ ہوئی جس نے ہندوستان کی تاریخ کا رخ بدل دیا۔

علمائے راسخین اور مردان کار کی تعلیم و تربیت جو ان کے بعد اصلاح امت اور اشاعت دین کا کام جاری رکھیں

آپ کے تجدیدی کارنامہ کا ایک روشن باب یہ بھی ہے کہ اپنے

باقی صفحہ ۲۵ پر

تذکرۃ الصحابہؓ

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ

تحریر: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رافت پاشا
ترجمہ ابوجاوید

ہم میں سے ہر مسلمان حضرت صہیب رومیؓ کے نام سے واقف اور ان کی زندگی کے حالات سے کسی نہ کسی حد تک آگاہ ہے البتہ ہم میں سے بہت سے لوگوں کو شاید اس بات کا علم نہ ہو کہ حضرت صہیبؓ رومی نہیں، خالصتاً عربی النسل تھے اُن کے والد کا تعلق قبیلۂ بنو نُمیر اور ان کی والدہ کا تعلق قبیلۂ بنو تمیم سے تھا۔ حضرت صہیبؓ روم کی طرف کیسے منسوب ہوئے اس کے پس منظر میں ایک ناقابل فراموش کہانی ہے جو تاریخ کے حافظے میں ہمیشہ محفوظ رہے گی اور اس کے صفحات برابر اس کو بیان کرتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تقریباً دو دہائی پہلے کی بات ہے کسریٰ شاہ ایران کی طرف سنان بن مالک ''اُبلہ'' کا گورنر تھا۔ وہ اپنی اولاد میں سے سب سے زیادہ محبت اپنے بچے صہیب سے کرتا تھا جس کی عمر اُس وقت پانچ سال سے متجاوز نہ تھی۔

صہیب کا چہرہ روشن و تابناک اور اس کے بالوں کا رنگ سرخی مائل تھا، چہرے بشرے سے تازگی و شادمانی چھلکتی تھی اور اس کی روشن آنکھیں ذہانت و نجابت کی آئینہ دار تھیں، اس کے علاوہ وہ نہایت چست و چالاک اور پاک نفس و نیک سرشت بچہ تھا۔ اس کو دیکھ کر باپ کا دل باغ باغ ہو جاتا اور دل سے حکمرانی کی ساری پریشانیاں دُور ہو جاتی تھیں۔

ایک دفعہ صہیب کی ماں اپنے خورد سال بچے اور خدام و ملازمین کی ایک جماعت کے ساتھ آرام و تفریح کے ارادے سے عراق کی ایک بستی ''ثنیٰ'' کے لیے روانہ ہوگئی اس بستی پر رومی فوج کے ایک دستے نے ایک دفعہ اچانک حملہ کر دیا اس کے محافظوں کو قتل کر کے مال و اسباب لُوٹ لیا اور بال بچوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان گرفتار شدگان میں صہیب بھی تھا۔

صہیب کو بلادِ روم میں غلاموں کی ایک منڈی میں لے جا کر فروخت کر دیا گیا وہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ اور ایک آقا سے دوسرے آقا کی خدمت میں منتقل ہوتا رہا۔ اس معاملے میں اس کی حالت اُن ہزاروں لونڈی غلاموں سے مختلف نہ تھی جن سے سرزمین روم کے حکمرانوں اور اس کے رئیسوں کے محلات بھرے ہوئے تھے۔ اس سے صہیب کو اس بات کا موقع ملا کہ وہ رومی معاشرے کے اندر گھس کر اس کی تہہ میں اُتر کر اس کے اندرونی حالات سے واقف ہو سکے اور اس کے اندر پائے جانے والے گھناؤنے عیوب سے براہ راست آگاہی حاصل ہو سکے۔ چنانچہ اس نے ان تمام فواحش و منکرات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ جنہوں نے ان محلات میں آشیانے بنا رکھے تھے اور اس نے اپنے کانوں سے ظلم و ستم کی وہ ساری داستانیں سُنی تھیں جو وہاں دہرائی جاتی تھیں چنانچہ یہ سب کچھ دیکھنے اور سننے کے بعد صہیب کو اس معاشرے سے سخت نفرت پیدا ہو گئی۔ وہ اپنے دل میں سوچتا کہ اس قسم کا گندہ معاشرہ کسی زبردست طوفان کے بغیر پاک نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود کہ صہیب نے روم کے علاقے میں نشوونما پائی اور اس کے باشندوں کے درمیان پل بڑھ کر جوان ہوا۔ اور اس کے باوجود کہ وہ عربی زبان کو بھول چکا تھا یا تقریباً بھول گیا تھا۔ یہ بات اس کے دل میں ایک لمحہ کے لیے فراموش نہیں ہوئی تھی کہ وہ عربی النسل اور ابنائے صحرا میں سے ہے۔ وہ ہر آن اس مبارک دن کے شوق و انتظار میں رہتا تھا جس روز وہ غلامی کی ان زنجیروں کو توڑ کر پھینک دے گا، اور اپنے قبیلے سے جا ملے گا۔ اس نے ایک نصرانی کاہن کو اپنے آقا سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ''وہ وقت اب قریب آ گیا ہے جب جزیرۂ عرب کے شہر مکہ سے وہ نبی ظاہر ہو گا جو عیسیٰ ابن مریم کی رسالت کی تصدیق کرے اور لوگوں کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کے اجالوں میں روشناس کرائے گا''۔ اس بات نے اس کے سمندِ شوق کے تازیانے کا کام کیا اور اس کے آتشِ انتظار کو مزید تیز کر دیا۔

پھر خوش قسمتی سے صہیب کو ایک سنہری موقع ہاتھ آ گیا اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنے آقاؤں کی غلامی کے بندھن کو توڑ کر بھاگ نکلا اور اس نے سیدھے نبی منتظر کی جائے بعثت، مرکزِ عرب ''اُم القریٰ'' مکہ کا رُخ کیا اور وہاں پہنچ کر مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گیا۔ اس کی زبان میں پائی جانے والی لکنت اور اس کے سرخ بالوں کی وجہ سے لوگ اسے صہیب رومی کہنے لگے اس نے مکہ کے ایک رئیس عبداللہ بن جُدعان کے ساتھ حلیفانہ روابط قائم کر لیے اور تجارت و کاروبار میں مصروف ہو گیا اور اس میں اس نے کافی دولت کمائی۔ صہیب اپنی کاروباری مصروفیات اور تجارتی سرگرمیوں کے باوجود اس نصرانی کاہن کی بات بھولا نہیں تھا جب بھی اسے اس بات کا خیال آتا وہ بڑی حسرت کے ساتھ اپنے دل سے یہ سوال کرتا۔

''وہ واقعہ کب پیش آئے گا؟''

اور پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد اس سوال کا مجسم جواب اس کے سامنے تھا۔ ایک روز صہیب اپنے تجارتی سفر سے واپس مکہ پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا ہے۔ اور وہ لوگوں کو خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت اور عدل و احسان کی ترغیب دے رہے ہیں اور فواحش و منکرات سے منع کر رہے ہیں۔

''یہ وہی تو نہیں جنہیں لوگ ''امین'' کے لقب سے پکارتے ہیں؟'' صہیب نے دریافت کیا۔

''ہاں! وہی ہیں'' جواب دینے والے نے کہا۔

"اس وقت وہ کہاں ملیں گے؟" صہیبؓ نے پُرشوق لہجے میں سوال کیا۔ اُن کو بتایا گیا کہ "وہ اس وقت ارقم بن ابی ارقم کے مکان میں ہوں گے جو کوہ صفا کے قریب ہے.. ...... لیکن اگر تم کو ان سے ملنا ہے تو ذرا احتیاط سے کام لینا، کہیں قریش کے کسی آدمی کی نظر تمہارے اوپر نہ پڑ جائے۔ اگر انہوں نے تم کو ان سے ملتے ہوئے دیکھ لیا تو تمہارے ساتھ سختی سے پیش آئیں اور تم کو سخت اذیت پہنچائیں گے یہاں مکے میں تم ایک غریب الوطن ہو یہاں نہ تو کوئی تمہارا حامی و ناصر ہے جو تمہاری حمایت کرے گا نہ تمہارا قبیلہ و خاندان ہے جو تمہاری نصرت کے لیے اُٹھ کھڑا ہوگا۔"

صہیب ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے احتیاط کے ساتھ قدم اٹھاتے ہوئے دار ارقم کی سمت چل پڑے۔ وہاں پہنچے تو دروازے پر عمار بن یاسر کو پایا۔ وہ انہیں پہلے جانتے تھے پہلے تو تھوڑی دیر تک تردّد و تذبذب میں مبتلا رہے لیکن پھر ان کے قریب ہوتے ہوئے دریافت کیا۔

"عمار! آپ کا کیا ارادہ ہے؟"

"اور آپ کس مقصد سے آئے ہیں؟"

عمار نے کوئی جواب دینے کی بجائے اُلٹا ان سے سوال کر دیا۔

"میں اس شخص (نبیؐ) کے پاس جانا چاہتا ہوں تاکہ اس کی باتیں سنوں" صہیبؓ نے جواب دیا۔

"میں بھی تو اسی خیال سے آیا ہوں" عمار نے کہا۔

"تب ٹھیک ہے" صہیب نے کہا۔ "آؤ اللہ کا نام لے کر ایک ساتھ چلیں" صہیب بن سنان رومی اور عمار بن یاسر دونوں ایک ساتھ بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو بڑے غور و توجہ سے سُنا۔ پیارے رسولؐ کی وہ پیاری باتیں کانوں کے راستے سیدھے ان کے دلوں میں اُتر گئیں اور دونوں کے دل نورِ ایمان سے جگمگا اٹھے۔ انہوں نے فوراً اپنے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا دیے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور دن رات رسولؐ کی خدمت میں حاضر رہ کر آپؐ کے چشمۂ رحمت سے اچھی طرح سیراب اور آپؐ کے اخلاق و سیرت سے بھرپور استفادہ کرتے رہے جب رات کی تاریکی ماحول پر مسلط ہو گئی اور زندگی کے ہنگامے خاموشی میں تبدیل ہو گئے تو دونوں تاریکی کے پردے میں آپؐ کے پاس سے نکلے اور اس وقت وہ دونوں اپنے سینوں میں وہ روشنی لیے ہوئے تھے۔ جو ساری دنیا کو منور کرنے کے لئے کافی تھی۔

حضرت صہیبؓ نے حضرت بلال، حضرت عمار، حضرت سمیہ اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم وغیرہم دسیوں مسلمانوں کے ساتھ قریش کے ہاتھوں سخت اذیتیں برداشت کیں۔ انہوں نے اہل مکہ کی طرف سے ایسی مصیبتیں جھیلیں کہ اگر وہ پہاڑ پر نازل ہو جاتیں تو اسے بھی پاش پاش کر دیتیں لیکن انہوں نے راہِ خدا میں پیش آنے والے ان تمام آلام و مصائب کو نہایت خندہ پیشانی اور صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جنت کی راہیں مکارہ اور تکلیف دہ باتوں سے ڈھکی ہوئی ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی تو حضرت صہیبؓ نے اسی وقت اپنے دل میں ٹھان لیا تھا کہ وہ ہجرت کا یہ سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں کریں گے لیکن قریش کو کسی طرح ان کے ارادے کی بھنک مل گئی اور انہوں نے ان کو اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے سے زبردستی روک دیا اور ان کی نگرانی کا سخت انتظام کر دیا تاکہ وہ تجارت میں کمائی ہوئی دولت اپنے ساتھ لے کر ان کے ہاتھ سے نہ نکل جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کے بعد حضرت صہیبؓ کسی مناسب موقعہ کی تلاش میں تھے جس سے فائدہ اٹھا کر ان لوگوں کا ساتھ پکڑ لیں مگر انہیں اس میں کامیابی حاصل نہ ہوئی کیونکہ ان کی نگرانی کرنے والے ہر وقت ان کی طرف سے ہوشیار اور چوکنے رہتے تھے اس لیے اب ان کے پاس سوائے اس کے دوسرا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اس کے لیے کسی حیلے کا سہارا لیں چنانچہ ایک سرد رات میں انہوں نے پاخانے کے بہانے بکثرت باہر آنا جانا شروع کر دیا۔ وہ پاخانے سے آکر فوراً ہی اس کے لیے واپس لوٹ جاتے تھے وہ نگرانی کرنے والوں کو یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ انہیں بار بار رفع حاجت کی ضرورت پیش آ رہی ہے یہ حال دیکھ کر ان کی نگرانی کرنے والوں میں سے ایک نے کہا:

"خوش ہو جاؤ۔ لات و عزیٰ نے اس کو دست میں مبتلا کر دیا ہے"۔ پھر وہ مطمئن ہو کر اپنی خوابگاہوں میں چلے گئے اور اپنے آپ کو میٹھی نیند کی آغوش میں ڈال دیا۔

اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر حضرت صہیبؓ ان کے درمیان سے دھیرے سے نکلے اور مدینہ کی طرف چل پڑے لیکن ان کو روانہ ہوئے ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ان کی نگرانی کرنے والوں کو ان کے نکل جانے کا پتہ چل گیا وہ ہڑبڑا کر اُٹھے اچھل کر اپنے تیز گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان کے پیچھے انہیں سرپٹ چھوڑ دیا تاکہ جلد از جلد اُن کو پکڑ لیں۔ جب حضرت صہیبؓ کو محسوس ہوا کہ ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے تو وہ ایک ٹیلے پر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ترکش سے تیر نکال کر زمین پر پھیلا دیے اور کمان کی تانت چڑھاتے ہوئے بولے:

"قریش کے لوگو! خدا کی قسم تم لوگ یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ میں ایک بہترین تیر انداز اور بے مثل نشانہ باز ہوں اور میرا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا واللہ تم لوگ اس وقت تک میرے قریب نہیں پھٹک سکتے جب تک میں ہر تیر سے تم میں سے ایک آدمی کو قتل نہ کر لوں۔ پھر میں اس وقت تک تلوار سے تمہارا مقابلہ کرتا رہوں گا جب تک اس کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہوگا۔"

یہ سن کر اُن میں سے ایک نے کہا:

"خدا کی قسم ہم تم کو اپنی جان اور مال دونوں چیزیں بچا کر نہیں لے جانے دیں گے۔ تم مکہ میں ایک مفلس کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے اور یہاں رہ کر تم کافی دولت جمع کر لی ہے۔"

"اگر میں اپنا مال تمہارے حوالے کر دوں تو کیا تم میرا راستہ چھوڑ دو گے؟"

حضرت صہیبؓ نے پوچھا۔

"ہاں!" انہوں نے جواب دیا۔

تب حضرت صہیبؓ نے ان کو اپنے گھر میں اس جگہ کی نشاندہی فرما دی جہاں انہوں نے مال رکھا تھا اور انہوں نے

باقی صفحہ ۲۲ پر

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

فرضیت جہاد قرآن و سنت کی روشنی میں

اور منکرین جہاد قادیانی فتنہ

از: زاہد اسلام آباد

جہاد اسلامی عقائد و عمل میں وہ درجہ رکھتا ہے جو انسانی جسم میں ریڑھ کی ہڈی کا ہوتا ہے کہ اگرچہ بظاہر تو ریڑھ کی ہڈی انسانی جسم میں کوئی کام کرتی نظر نہیں آتی مگر اس کی مضبوطی سے جسم مضبوط اور اس کی کمزوری سے جسم کمزور ہوتا ہے۔ اسی طرح جہاد کے عقیدہ کی مضبوطی سے اسلام محفوظ اور اس عقیدہ کی کمزوری سے اور اس عقیدہ کی ضروریات پر عمل میں سستی سے دین کا مستقبل مخدوش ہوتا ہے۔ جہاد کا انسانی زندگی میں مسلسل عمل دخل بظاہر تو نظر نہیں آتا مگر جہاد کے اسلامی نظریہ کا فروغ، دشمن سے مقابلے کی تیاری، جنگی مہارت میں اضافہ اور عسکری تربیت زندگی کے ہر دور میں جاری رہنی چاہئے اور اس کے فوائد اس وقت دیکھتے ہیں جب غنیم دین کی غیرت کو للکارتا ہے اور اسلامی سپاہ اللہ اکبر کے نعرے لگاتی ہوئی دشمن پر پل پڑتی ہے اور اسے نیست و نابود کر کے دین کے دشمنوں کا فتنہ ختم کر کے صرف اللہ کے دین کی سربلندی کے پھریرے لہراتی ہوئی واپس آجاتی ہے۔

قرآن مجید اور حدیث میں تاکید جہاد کی بار بار تکرار سے حکم ہے ترغیب ہے۔ فضائل ہیں، جہاد سے پہلو تہی کرنے والوں کے لیے وعید ہے، جہاد اور متعلقات جہاد پر عمل کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں سے چند آیات پیش کی جاتی ہیں جن سے جہاد کی فرضیت پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۔ وجاهدوا بأموالهم وأنفسهم في سبيل الله أولئك هم الصادقون (۴۹ : ۱۵)

"اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا۔ ایسے ہی لوگ سچے ہیں۔"

۲۔ کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم (۲ : ۲۱۶)

"تم پر جہاد (جنگ کرنا) فرض کیا گیا ہے اگرچہ وہ تمہیں ناپسندیدہ کیوں نہ ہو۔"

۳۔ وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم (۲ : ۱۹)

"ان لوگوں سے اللہ کے راستے میں جنگ کرو جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔"

۴۔ وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة (۹ : ۳۶)

"اور مل کر کافروں سے جنگ کرو جس طرح وہ مجموعی طور پر تم سے جنگ کرتے ہیں۔"

۵۔ یا ایها الذین آمنوا خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعا (۴ : ۷۱)

"اے ایمان والو! اپنے ہتھیار لے لو۔ پھر نکلو (جنگ کے لیے) علیحدہ علیحدہ یا اکٹھے۔"

۶۔ لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله باموالهم وانفسهم

"برابر نہیں ہو سکتے بیٹھ رہنے والے مومن مگر وہ لوگ جو معذور ہوں۔ ان لوگوں کے جنہوں نے اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کیا۔"

۷۔ فضل الله المجاهدین باموالهم وانفسهم علی القاعدین درجة وکلا وعد الله الحسنی۔

"اللہ نے درجات بلند کر دیئے ہیں ان لوگوں کے جنہوں نے اپنی جانوں اور مال سے جہاد کیا۔ بیٹھے رہنے والوں سے مگر ہر ایک سے اللہ کا وعدہ اچھا ہے۔"

۸۔ وفضل الله المجاهدین علی القاعدین اجرا عظیما (۴ : ۹۵)

"اور اللہ نے جنگ میں شامل ہونے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے درجات میں بڑھا دیا ہے۔"

۹۔ یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم (۹ : ۷۳)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کافروں اور منافقوں کے ساتھ جنگ (جہاد) کرو اور ان کے ساتھ سختی سے برتاؤ کرو۔

۱۰۔ قاتلوا الذین لا یومنون بالله ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم الله ورسوله (۹ : ۲۹)

"ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ پر ایمان نہ رکھتے ہوں اور نہ ہی قیامت پر ایمان رکھتے ہوں اور جو شے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہے اسے حرام نہ رکھتے ہوں۔"

۱۱۔ حرض المومنین علی القتال (۴ : ۸۴)

"اے پیغمبر! مسلمانوں کو جنگ کی ترغیب دو۔"

۱۲۔ وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین لله فان انتهوا فلا عدوان الا علی الظالمین (۲ : ۱۹۳)

"اور جنگ کرو اس وقت تک جب تک کہ فتنہ ختم نہ ہو جائے۔ حتی کہ دین صرف اللہ کا رہ جائے پھر اگر وہ (فتنہ پرور) باز آ جائیں (فتنہ و فساد

ہے، تو پھر یاتھ روک لو اور زیادتی نہ کرو، ملکہ صرف ظالموں پر،،

۱۳:۔ ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللّٰہ

"اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد (لڑائی) نہیں کرتے ہو"

۱۴:۔ یاایھا الذین اٰمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللّٰہ اثاقلتم الی الارض

(۱۰۔ ۳۸)

"اے ایمان والو: تمہیں کیا ہو گیا ہے جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو (جہاد کے لیے) تو زمین سے لپٹ جاتے ہو"

۱۵:۔ ولا تصلِّ علٰی احدٍ منھم مات ابدًا ولا تقم علٰی قبرہٖ انھم کفروا باللّٰہ ورسولہٖ وماتوا وھم فاسقون (۹: ۸۴)

"ان (جو جہاد میں جان بوجھ کر پیچھے رہ جائیں) میں سے اگر کوئی مر جائے تو ہرگز اس کا جنازہ نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور جب وہ مرے تو وہ نافرمان تھے۔

قرآن مجید میں سینکڑوں آیات ہیں جو جہاد اور متعلقات جہاد کے بارے میں ہیں۔ ایک پوری سورۃ جہاد کے متعلقات پر مشتمل ہے۔ سورۃ انفال، سب احکام اور آیات اس چھوٹے سے مضمون میں نہیں لکھے جا سکتے۔ صرف نمونہ صرف پندرہ قرآنی آیات دی گئی ہیں جن میں جہاد کے بارے میں حکم دیا گیا ہے۔ مجاہدوں کے فضائل بھی ہیں اور جہاد نہ کرنے والوں کے لیے تنبیہ بھی ہے۔ انہیں اللہ اور اس کے رسول کا منکر قرار دیا گیا ہے۔ (آیت نمبر ۱۵) جن سے جہاد (مقاتلہ) کرنا فرض ہے ان کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و ارشادات سے بھی جہاد کی فرضیت، اہمیت اور فضیلت ثابت ہے مثالیں درج ذیل ہیں

۱:۔ مجاہدین کا مقام

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے برابر ہے (بخاری)

۲:۔ جہاد ایک عبادت

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی مثال اس روزہ دار نماز گزار کی سی ہے جو خدا کی پر قائم رہنے والا ہے اور جو نہ روزہ کو چھوڑتا ہے اور نہ نماز میں کمی کرتا ہے۔ یہ احترام اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک مجاہد فی سبیل اللہ اپنے گھر کو نہیں لوٹ آتا (بخاری ومسلم)

۳:۔ جہاد کا اجر

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی سے جو اس کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتا ہے۔ اور اسے خدا پر ایمان اور اس کے رسولوں کی تصدیق کے سوا کوئی چیز تصدیق پر آمادہ نہیں کرتی۔ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اسے اجر اور مال غنیمت کے ساتھ واپس فرمائے گا (غازی ہونے کی صورت میں) یا جنت میں داخل کرے گا (شہید ہونے کی صورت میں) (متفق علیہ)

۴:۔ شوق شہادت

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ

باقی صفحہ ۲۶ پر

حیاتِ عیسیٰؑ کے بارے میں اُمّت کا اجماع

از: مولانا منظور احمد الحسینی

دنیا کے سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسوقت آسمان پر زندہ موجود اور قریب قیامت کے قریب آسمان سے دنیا پر تشریف لائیں گے ان کی حیات پر امت مسلمہ کا اجماع ہے اس سلسلے میں چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

(۱) هذا ذكر بيان عقيدة اهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة ابي حنيفة نعمان بن ثابت الكوفي وابي يوسف يعقوب بن ابراهيم الانصاري ومحمد بن الحسن الشيباني رضوان الله عليهم اجمعين وما يعتقدون من اصول الدين ويدينون به لرب العالمين۔ (عقيدة الطحاوي ص ۲)

اس رسالہ میں عقیدہ اہل سنت والجماعت درج کیا جاتا ہے جو فقہاء ملت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی، امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری اور امام محمد بن حسن شیبانی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذہب کے مطابق ہے جس کا یہ حضرات عقیدہ رکھتے تھے اور جن کے مطابق یہ حضرات رب العالمین کی اطاعت و بندگی کرتے تھے۔

ونؤمن بخروج الدجال ونزول عيسى بن مريم عليهما السلام من السماء وبخروج ياجوج وماجوج ونؤمن بطلوع الشمس من مغربها وخروج دابة الارض من موضعها (عقيدة الطحاوي ص ۱۳)

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ دجال نکلے گا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور یاجوج و ماجوج نکلیں گے اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا اور دابۃ الارض اپنی جگہ سے نکلے گا۔

(۲) واجمعت الامة على ان الله عزوجل رفع عيسى الى السماء (كتاب الابانة ص ۳۸ لابي الحسن الاشعري)

اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔

(۳) قال ابن عطية واجمعت الامة على ما تضمنه الحديث المتواتر من ان عيسى عليه السلام في السماء حيٌّ وانه ينزل في آخر الزمان۔ (البحر المحيط ص ۴۷۳ ج ۲)

امام ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ امت کا اس عقیدہ پر اجماع ہے جو حدیث متواتر میں وارد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور یہ کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔

(۴) ان عيسى بن مريم نبي ورسول انه لا خلاف انه ينزل في آخر الزمان حكما مقسطا عدلا لا بشرعنا۔ (فتوحات مکیہ باب ۳۶۷ للشیخ ابن عربی)

بیشک عیسیٰ بن مریم نبی و رسول ہیں اور یقیناً اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخری زمانہ میں حاکم منصف بن کر آئیں گے اور ہماری شریعت کے مطابق عدل کی حکومت کریں گے۔

(۵) آٹھویں صدی کے امام ابو حیان اثیر الدین محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان الاندلسی الغرناطی المالکی اپنی تفسیر البحر المحیط میں آیت کریمہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ کے تحت لکھتے ہیں۔

واجمعت الامة على ما تضمنه الحديث المتواتر من ان عيسى في السماء حيٌّ انه ينزل في آخر الزمان (ج ۲ ص ۴۷۳)

اور اپنی تفسیر النہر الماد من البحر میں (جو البحر المحیط کے حاشیہ پر طبع ہوئی ہے) لکھتے ہیں۔

(۶) واجمعت الامة على ان عيسى حي في السماء ينزل الى الارض (ج ۲ ص ۱۳۲-۱۳۳)

اور امت کا اس عقیدے پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور زمین پر نزول فرمائیں گے۔

(۷) آٹھویں صدی کے امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن الخطیب ابی حفص عمر بن کثیر القرشی الدمشقی شافعی آیت کریمہ وانه لعلم للساعة کے تحت لکھتے ہیں۔

وقد تواترت الاحاديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه اخبر بنزول عيسى عليه السلام قبل يوم القيامة اماما عادلا وحكما مقسطا (ج ۴ ص ۱۳۲)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث مروی ہیں کہ آپ نے قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے نازل ہونے کی خبر دی۔

(۸) نویں صدی کے حافظ الدنیا شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی الشافعی تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر میں لکھتے ہیں۔

واما رفع عيسى فاتفق اصحاب الاخبار والتفسير على انه رفع ببدنه حيا وانما اختلفوا هل مات قبل ان يرفع او نام فرفع (ج ۳ ص ۲۱۴)

رہا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا تو تمام اصحاب اخبار و تفسیر اس پر متفق ہیں کہ وہ جسد عنصری کے ساتھ زندہ اٹھائے گئے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اٹھائے جانے سے پہلے مرے تھے (اور پھر زندہ کرکے اٹھائے گئے) یا نیند کی حالت میں اٹھائے گئے۔

(۹) الشیخ الامام حسن بن عمر بن معروف الشطی الدمشقی الحنبلی (م ۱۲۷۴) مختصر لوامع الانوار البہیہ میں لکھتے ہیں۔

العلامة الثالثة ان ینزل من السماء السید المسیح عیسیٰ بن مریم علیهما السلام ونزوله ثابت فی الکتاب والسنة واجماع الامة ... واما الاجماع فقد اجمعت الامة علی انه ینزل ویحکم بهذه الشریعة المحمدیة ولیس ینزل بشریعة مستقلة عند نزوله من السماء وان کانت النبوة قائمة به وهو متصف بها (ص ۱۱۸)

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے تیسری علامت یہ ہے کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور ان کا نزول کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

رہا اجماع! تو پوری امت کا اجماع ہے کہ وہ نازل ہوں گے اور اس شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق عمل کریں گے آسمان سے نازل ہونے کے وقت اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے اگرچہ نبوت ان کے ساتھ قائم ہوگی اور اس کے ساتھ متصف ہوں گے۔

(۱۰) امام اشعری اہل ثغر کے نام خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

الاجماع الثانی والاربعون - واجمعوا علی ان لشفاعة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاهل الکبائر - وعلی ان الایمان بما جاء من خبر الاسراء بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی السمٰوٰت واجب - وکذالک ما روی من خبر الدجال ونزول عیسیٰ بن مریم وقتله الدجال وغیر ذالک من سائر الآیات التی تواترت الروایات بین یدی الساعة من طلوع الشمس من مغربها وخروج الدابة وغیر ذالک مما نقله الثقات - (رسالة اهل الثغر ص ۲۹۸ - مطبوعة العلوم والحکم المدینة المنورة)

بیالیسواں اجماع - اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ اہل کبائر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت برحق ہے۔ نیز اس پر بھی ان کا اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج پر ایمان لانا واجب ہے۔ اسی طرح ان احادیث پر بھی ایمان لانا واجب ہے۔ جو خروج دجال، نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور ان کے دجال کو قتل کرنے کے بارے میں مروی ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر علامات قیامت جن میں احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں۔ یعنی آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا اور دیگر علامات جو ثقہ راویوں نے ہم تک نقل کی ہیں ان سب پر ایمان لانا واجب ہے۔

(۱۱) ابن ابی زید القیروانی المالکی کا عقیدہ۔

امام مغرب عبداللہ بن ابی زید عبدالرحمٰن النفزی القیروانی المالکی (۳۸۶ یا ۳۸۹ھ) اپنی کتاب الجامع فی السنن والآداب والمغازی والتاریخ، میں اجماعی عقائد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فمما اجمعت علیه الامة من امور الدیانة ومن السنن التی خلافها بدعة وضلالة ... الی قوله ... والایمان بما جاء من خبر الاسراء بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی السمٰوٰت علی ما صحت الروایات وانه من آیات ربه الکبریٰ۔ وبما ثبت من خروج الدجال ونزول عیسیٰ بن مریم علیهما السلام وقتله ایاه۔ وبالآیات التی تکون بین یدی الساعة من طلوع الشمس من مغربها وخروج الدابة وغیر ذالک مما صحت الروایات (کتاب الجامع للقیروانی ص ۱۱۲ - المطبوعة الرسالة تونس ۱۴۰۲ھ)

پس وہ اعتقادی امور جن پر امت نے اجماع کیا ہے۔ اور وہ سنن جن کے خلاف عقیدہ رکھنا بدعت و ضلالت ہے یہ ہیں... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج آسمانی پر ایمان رکھنا جیسا کہ صحیح روایات میں آیا ہے۔ اور یہ کہ آپؐ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ اور اس عقیدہ پر ایمان رکھنا جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ یعنی دجال کا خروج، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا۔ اور ان علامات قیامت پر ایمان رکھنا جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی۔ جیسے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابۃ الارض کا نکلنا۔ اور دیگر علامات قیامت جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں۔

(۱۲) گیارہویں صدی کے مشہور بزرگ الشیخ العلامہ سلطان العلماء نورالدین علی بن سلطان محمد القاری الہروی الحنفی المکی (۱۰۱۴ھ) قصیدہ بدء الامالی کی شرح ضوء المعالی میں مصنف کے قول۔

وباق شرعه فی کل وقت
الی یوم القیامة وارتحال

(اور آپؐ کی شریعت باقی رہے گی ہر زمانے میں۔ قیامت تک) کے تحت آخر حیات مسیح کے عقیدہ کے سلسلے میں علامہ نووی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس حیات مسیح کے عقیدہ میں اجماع منعقد ہے۔

بقیہ حافظ کا امتحان

امام صاحبؒ نے دوبارہ چار سو احادیث زبانی لکھوا دیں اور خلیفہ کو پیش کرکے لوٹ آئے۔

امام صاحبؒ کے جاتے ہی خلیفہ نے کہا: "آج امام صاحب کا امتحان تھا۔ اس نے تازہ مسودہ ہاتھ میں لیا اور پہلے کا مسودہ منگوایا جس کے بارے میں امامؒ نے کہہ چکا تھا کہ گم ہو چکا ہے۔ دونوں مسودوں کو ملا کر دیکھا تو ان میں کسی لفظ تک کا فرق نہیں تھا۔

خراسانی امیر عبداللہ بن طاہر کے دربار میں ایک مشہور عالم محدث حضرت اسحاق بن راہویہؒ سے بحث کر رہے تھے۔ مسئلہ مشکل اور پیچیدہ تھا دونوں بزرگ اپنے اپنے دلائل پیش کر رہے تھے۔ مخالف کے عالم نے کسی کتاب کی عبارت سنائی۔ حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبارت غلط ہے۔ پھر انہوں نے صحیح الفاظ سنائے۔ عالم نے بار بار کہا کہ مجھے یاد ہے۔ حضرت اسحاقؒ نے خراسانی امیر کو مخاطب کرکے کہا کہ کتب خانے سے کتاب منگوائی جائے لہٰذا کتاب حاضر خدمت کی گئی۔

امیر نے کتاب حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھائی۔ انہوں نے فرمایا۔

"کتاب آپ خود پڑھیں جو بات کہہ رہا ہوں وہ فلاں صفحہ پر اور فلاں سطر پر مرقوم ہے۔" چنانچہ امیر نے حضرتؒ کے بتائے ہوئے صفحہ اور سطر کو پڑھا تو ہو بہو وہی الفاظ مرقوم تھے جو حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بتائے تھے۔

تحریر: جناب کے۔ایم سلیم صاحب راولپنڈی

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

(آخری قسط)

مرزا طاہر پوتا اور مرزا قادیانی دادا کے نظریات میں دلچسپ تضاد

(ب) اس ایک فرشتہ نے میں بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے بیٹھا ہے میں نے کہا آپ بہت خوبصورت ہیں کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔

نوٹ: از مؤلف: قادیانیوں کے یہ فرشتگاں ٹیچی ودرشنی کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے نہ حدیث میں موجود ہے یہ مجھوٹا اور انگریز فرشتے قادیانیوں کے ہیں۔

(تذکرہ کتاب وحی مقدس مجموعہ الہامات صفحہ ۳۱)

(۳)

مرزا طاہر (پوتا) کہتا ہے۔

ہماری عبادات اسلام سے مختلف نہیں ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔

(الف) "مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد)۔ مرزا محمود کے باپ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے تفصیلاً بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے (یعنی مسلمانوں سے) ہمیں اختلاف ہے۔

قادیانی مذہب صفحہ ۲۳ طبع پنجم فصل تیرہویں۔

روزنامہ الفضل قادیان جلد نمبر ۱۹ شمارہ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء بیان مرزا محمود والد مرزا طاہر

(ب) میرا یہی مذہب ہے کہ کسی غیر مبائع شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔۔۔۔۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اس طرح احمدی میں اور اس کے غیر میں تمیز کر دے۔

ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء قادیانی مذہب فصل تیرہویں صفحہ ۲۹۱۔

(ج) اپنی جماعت کے سوا غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔

(قادیانی مذہب فصل تیرہویں صفحہ ۲۹۱)

ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء

(د) "خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو"

کتاب اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۸ مصنف مرزا غلام احمد

(ھ) "غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں جائز نہیں"

کتاب انوار خلافت مجموعہ تقریر مرزا میاں محمود والد مرزا طاہر صفحہ ۸۹، قادیانی مذہب فصل تیرہویں صفحہ ۲۹۴)

(و) "ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں"

(انوار خلافت ص ۹۰، مصنف میاں محمود احمد قادیانی)

قادیانی مذہب فصل تیرہویں صفحہ ۲۹۳

(ز) حضرت مرزا نے (غلام احمد نے) اپنے بیٹے (فضل احمد صاحب) کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء جلد ۹، نمبر ۴۶ قادیانی مذہب فصل ۱۳، ص ۲۹۹۔

(ح) حضرت۔۔۔۔۔ حکیم (نور الدین) نے صاف حکم دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں"

اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۸ نمبر ۸۱ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۱ء

قادیانی مذہب فصل تیرہویں۔ ۲۹۶ صفحہ

(ط) "جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں جو لوگ غیر احمدی کو لڑکی دیتے ہیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں"

مکتوب مرزا میاں محمود احمد والد مرزا طاہر اخبار الفضل مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء قادیانی مذہب تیرہویں صفحہ ۲۹۶۔

(ی) جو شخص سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز نہیں کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے۔۔۔۔۔ کفار کے لئے دعا مغفرت جائز نہیں"

اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۸ نمبر ۵۹ ۔ فروری ۱۹۲۱ء

قادیانی مذہب ص ۲۹۶۔

(ک) "یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدی لڑکوں سے کرنے ناجائز ہیں۔

بیان ناظر امور عامہ قادیان الفضل جلد نمبر ۲، نمبر ۹۔

قادیانی مذہب فصل تیرہویں صفحہ ۱۰ مورخہ ۳ فروری ۱۹۲۲ء

(ل) "حضور مرزا صاحب (مرزا غلام احمد) فرماتے ہیں کہ غیر احمدیوں کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے۔۔۔۔ اپنی لڑکی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیے اگر ملے تو بے شک لے لینے میں حرج نہیں ہے اور دینے میں گناہ ہے۔

اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۹، مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۲۰ء

(قادیانی مذہب فصل تیرہویں ص ۲۰۳)

(م) "غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا جو کہ ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیاوی دینی تعلق کا سب سے بڑا تعلق رشتہ و ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ جبکہ ہر ایک طریقہ سے ہم کو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے غیروں سے الگ کیا ہوا ہے

بقیہ:۔ فرمان الٰہی

رکھتے ہیں، یہی نہیں بلکہ متعلقات سفارشوں اور رشوتوں کے بل پر عہدے خرید و فروخت کرتے ہیں جس کی وجہ سے نظام حکومت میں ابتری نظر آتی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی امانت میں خیانت کرنا ہے۔

بقیہ:۔ حضرت صہیب رومیؓ

ان کا راستہ چھوڑ دیا اور جا کر تباقی ہوئی جگہ سے مال لے لیا۔

اس کے بعد حضرت صہیبؓ تیز رفتار کیساتھ مدینہ کی سمت چل پڑے وہ اپنے دین کو کافروں سے بچا کر اللہ کی طرف بھاگے چلے جا رہے تھے انہیں اپنے اس مال کے جانے کا کوئی افسوس نہ تھا جس کے کمانے میں انہوں نے اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کر دی تھیں۔ دوران سفر جب بھی ان کو تکان محسوس ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق ان کے لیے مہمیز کا کام دیتا اور ان کی چستی و توانائی عود کر آتی اور وہ لگاتار چلتے رہتے، چلتے چلتے جب وہ قُباء پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آتے ہوئے دیکھ لیا آپؐ نے انہیں دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"ربح البیع یا ابا یحییٰ ربح البیع"

"ابو یحییٰ! یہ بیع تمہارے لیے بہت نفع بخش رہی"

آپؐ نے اس فقرے کو ۳ بار دہرایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ملنے والی اس خوشخبری کو سُن کر ان کا چہرہ فرط مسرت سے جگمگا اٹھا اور انہوں نے عرض کیا:

"اللہ کے رسولؐ! مجھ سے پہلے آپؐ کی خدمت میں کسی کی رسائی نہیں ہوئی ہے جو آپؐ کو اس بات کی خبر دیتا خدا کی قسم آپؐ کو یہ بات جبرئیلؑ کے سوا کسی نے نہیں بتائی ہے"

یقیناً حضرت صہیبؓ کی بیع کامیاب رہی اور وحیٔ آسمانی نے اس کی تصدیق کر دی اور حضرت جبرائیلؑ نے اس کی شہادت دی جیسا کہ حضرت صہیبؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضاة اللّٰہ واللّٰہ رؤف بالعباد (البقرہ — ۲۰۷)

"انسانوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو رضاء الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہے"

بقیہ:۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ

ارشد و لائق تلامذہ کی ایک جماعت تیار کر دی جنہوں نے آپ کی روشن کردہ مشعل سے بے شمار شعلیں روشن کر دیں۔ ان میں آپ کے باکمال چاروں صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالغنیؒ اس عظیم الشان تجدیدی کارنامہ کی عمارت بلند کے ارکان اربعہ ہیں۔

شاہ صاحبؒ کا طرۂ امتیاز

حقیقت یہ ہے کہ جس چیز نے آپ کو "مجدد دین" کے لقب سے ملقب کیا وہ آپ کے نئے علمی نظریات (علم و دین کے حدود کے اندر رہ کر) تازہ خیالات، جدید تحقیقات، فکر کی جدت، دین کا اجتہاد، مضامین و مطالب میں اصلیت و اولیت ہے۔ اس سبقت و اولیت کے علاوہ آپ کی دوسری تصنیفی خصوصیات ہیں، دقت نظر، وسعت نظر، سلامت فہم، سلاست بیان اور قوت انشاء و تحریر۔

غرضیکہ یہ آفتاب عالمتاب علم و فضل کی ضیاء پاشی مرتے کرتا محرم کی آخری تاریخ ۱۱۷۶ھ کو غروب ہو گیا۔

جہاں کو پھر تیرے پیغام کی ضرورت ہے
نوید رحمت اسلام کی ضرورت ہے

بقیہ:۔ میرا عقیدہ

اب وہ جانے کا اعلان کر رہا ہے تو ہندوستان آتش کدہ ہے کہ ہم نے انقلاب چرخ گرداں یوں بھی دیکھے ہیں۔

میرے عقیدے میں اب بھی دو چیزیں ہیں۔

قرآن کی محبت اور انگریز سے نفرت!

بقیہ:۔ سب سے بڑی بندگی

جاننا چاہئے جو یہ بندہ پانچ وقت ایسے دربار ایسے بادشاہ عالی جاہ کے بے منت اور احسان کسی دوسرے کے حاضری کے سرفراز ہوا تو پھر لازم ہے کہ جو اپنے مالک کے سامنے اقرار کیا اس پر قائم رہے یہ نہیں کہ پانچ وقت پروردگار کے سامنے ایاک نعبد وایاک نستعین کہہ تو دے بعد اس کے کسی اور کو پوجے اور وقت مصیبت کے کسی اور کو پکارے اور مدد چاہے اور لازم ہے کہ جو خدا سے دعا کرے کہ اھدنا الصراط المستقیم تو اس کو تحقیق کرے کہ صراط مستقیم کہ راہ رضامندی حق تبارک و تعالیٰ کی ہے کیا ہے اور کمال شفقت سے اس بندے کے واسطے پروردگار نے تین رکعت نماز وتر مقرر فرمائی ہے کہ جس کے ادا کرنے سے بندہ اپنے خالق کے سامنے عزیز ہوتا ہے اور نماز وتر واجب ہے اوپر قول صحیح کے اور دعا قنوت پڑھنا تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قرأت کے پیچھے واجب ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔

اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونؤمن بک ونتوکل علیک ونثنی علیک الخیر ونشکرک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک اللھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعٰی ونحفد ونرجو رحمتک ونخشٰی عذابک۔ ان عذابک بالکفار ملحق

اے اللہ ہم مدد چاہتے ہیں تجھ سے اور بخشنا چاہتے ہیں ہم تجھ سے، اور ایمان لائے ہم ساتھ تیرے اور بھروسا کرتے ہیں ہم اوپر تیرے اور تعریف کرتے ہیں ہم تیری اور شکر کرتے ہیں ہم تیرا اور نہیں انکار کرتے ہم تیرا اور دور کرتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں ہم اس کسی کو، جو نافرمانی کرے تیری۔ اے اللہ تجھی کو پوجتے ہیں۔ ہم اور تیری ہی نماز پڑھتے ہیں ہم، اور سجدہ کرتے ہیں ہم، اور تیری طرف دوڑتے ہیں ہم، اور خدمت کو حاضر ہوتے ہیں ہم اور امید رکھتے ہیں تیری مہربانی کی، اور ڈرتے ہیں ہم عذاب تیرے سے مقرر عذاب تیرا منکروں کو لگنے والا ہے۔

اب بندہ مومن کو چاہیئے کہ اپنے دل کی طرف ذرا انصاف سے رجوع کرے اور یہ سب اقرار جو ایسے حضور کے وقت میں سامنے اپنے مالک کے کرے اور موافق اسی اقرار کے عمل میں نہ لاوے پھر روز جزا کے کون سا منہ لگا کے اس قہار کے سامنے جاوے گا۔ ایمان نام فقط اقرار ہی کا نہیں ہے بلکہ اقرار ساتھ یقین کے چاہیئے کہ ثمر اس کا عمل ہے اور عوام جو اس بات سے بے خبر ہیں خواص کو واجب ہے کہ ان کو آگاہ کریں کہ جو منہ سے اقرار کریں اس کو عمل میں لاویں

بقیہ:۔ فرمان الٰہی

رکھتے ہیں یہی نہیں بلکہ متعلقات سفارتخوں اور رشوتوں کے بل بوتے سے خرید و فروخت کرتے ہیں جس کی وجہ سے نظام حکومت میں ابتری نظر آتی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی امانت میں خیانت کرنا ہے۔

بقیہ:۔ حضرت صہیب رومیؓ

ان کا راستہ چھوڑ دیا اور جاکر تباتی ہوئی جگہ سے مال لے لیا۔

اس کے بعد حضرت صہیبؓ تیز رفتاری کیساتھ مدینہ کی سمت چل پڑے وہ اپنے دین کو کافروں سے بچا کر اللہ کی طرف بھاگے چلے جا رہے تھے انہیں اپنے اس مال کے جانے کا کوئی افسوس نہ تھا جس کے کمانے میں انہوں نے اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کر دی تھیں۔ دوران سفر جب بھی ان کو تکان محسوس ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق ان کے لیے مہمیز کا کام دیتا اور ان کی چستی و توانائی عود کر آتی اور وہ لگاتار چلتے رہتے، چلتے چلتے جب وہ قباء پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آتے ہوئے دیکھ لیا آپؐ نے انہیں دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"ربح البیع یا ابا یحییٰ ربح البیع"

"ابو یحییٰ! یہ بیع تمہارے لیے بہت نفع بخش رہی"

آپؐ نے اس فقرے کو ۳ بار دہرایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ملنے والی اس خوشخبری کو سن کر ان کا چہرہ فرط مسرت سے جگمگا اٹھا اور انہوں نے عرض کیا:

"اللہ کے رسولؐ! مجھ سے پہلے آپؐ کی خدمت میں کسی کی رسائی نہیں ہوئی ہے جو آپؐ کو اس بات کی خبر دیتا خدا کی قسم آپؐ کو یہ بات جبرئیلؑ کے سوا کسی نے نہیں بتائی ہے"

یقیناً حضرت صہیبؓ کی بیع کامیاب رہی اور وحی آسمانی نے اس کی تصدیق کر دی اور حضرت جبرائیلؑ نے اس کی شہادت دی جیسا کہ حضرت صہیبؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ واللہ رؤف بالعباد (البقرہ — ۲۰۷)

"انسانوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو رضاء الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہے"

بقیہ:۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ

ارشد و لائق تلامذہ کی ایک جماعت تیار کر دی جنہوں نے آپ کی روشن کردہ مشعل سے بے شمار مشعلیں روشن کر دیں۔ ان میں آپ کے باکمال چاروں صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالغنیؒ اس عظیم الشان تجدیدی کارنامہ کی عمارت بلند کے ارکان اربعہ ہیں۔

شاہ صاحبؒ کا طرۂ امتیاز

حقیقت یہ ہے کہ جس چیز نے آپ کو "مجدد دین" کے لقب سے ملقب کیا وہ آپ کے نئے علمی نظریات (علوم دین کے حدود کے اندر رہ کر) تازہ خیالات، جدید تحقیقات، فکر کی جدت، دین کا اجتہاد و مضامین و مطالب میں اصلیت و اولیت ہے۔ اس سبقت و اولیت کے علاوہ آپ کی دوسری تصنیفی خصوصیات ہیں، دقت نظر، وسعت نظر، سلامت فہم، سلاست بیان اور قوت انشاء و تحریر۔

غرضیکہ یہ آفتاب عالمتاب علم و فضل کی ضیاء پاشی کرتا ہوا محرم کی آخری تاریخ ۱۱۷۶ھ کو غروب ہو گیا۔

جہاں کو پھر تیرے پیغام کی ضرورت ہے
نوید رحمت اسلام کی ضرورت ہے

بقیہ:۔ میرا عقیدہ

اب وہ جانے کا اعلان کر رہا ہے تو ہندوستان آتش کدہ ہے کہ ہم نے انقلاب چرخ گرداں یوں بھی دیکھے ہیں۔

میرے عقیدے میں اب بھی دو چیزیں ہیں۔
قرآن کی محبت اور انگریز سے نفرت!

بقیہ:۔ سب سے بڑی بندگی

جاننا چاہیے جو یہ بندہ پانچ وقت زیج دربار ایسے پادشاہ عالی جاہ کے بے منت اور احسان کسی دوسرے کے حاضر ہو کے سرفراز ہوا تو پھر لازم ہے کہ جو اپنے مالک کے سامنے اقرار کیا اس پر قائم رہے یہ نہیں کہ پانچ وقت پروردگار کے سامنے ایاک نعبد وایاک نستعین کہہ تو دے بعد اس کے کسی اور کو پوجے اور وقت مصیبت کے کسی اور کو پکارے اور مدد چاہے اور لازم ہے کہ جو خدا سے دعا کرے کہ اھدنا الصراط المستقیم تو اس کو تحقیق کرے کہ صراط مستقیم کہ راہ رضامندی حق تبارک و تعالیٰ کی ہے کیا ہے اور کمال شفقت سے اس بندے کے واسطے پروردگار نے تین رکعت نماز وتر مقرر فرمائی ہے کہ جس کے ادا کرنے سے بندہ اپنے خالق کے سامنے عزیز ہوتا ہے اور نماز وتر واجب ہے اوپر قول صحیح کے اور دعا قنوت پڑھنا تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قرأت کے پیچھے واجب ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔

اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونؤمن بک ونتوکل علیک ونثنی علیک الخیر ونشکرک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک اللھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعٰی ونحفد ونرجو رحمتک ونخشی عذابک ان عذابک بالکفار ملحق

اے اللہ ہم مدد چاہتے ہیں تجھ سے اور بخشش چاہتے ہیں ہم تجھ سے، اور ایمان لائے ہم ساتھ تیرے اور بھروسا کرتے ہیں ہم اوپر تیرے اور تعریف کرتے ہیں ہم تیری اور شکر کرتے ہیں ہم تیرا اور نہیں انکار کرتے ہم تیرا اور دور کرتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں ہم اس کس کو جو نافرمانی کرے تیری اے اللہ تجھی کو پوجتے ہیں۔ ہم اور تیری ہی نماز پڑھتے ہیں ہم، اور سجدہ کرتے ہیں ہم، اور تیری طرف دوڑتے ہیں ہم، اور خدمت کو حاضر ہوتے ہیں ہم اور امید رکھتے ہیں تیری مہربانی کی، اور ڈرتے ہیں ہم عذاب تیرے سے مقرر عذاب تیرا منکروں کو لگنے والا ہے۔

اب بندہ مومن کو چاہیے کہ اپنے دل کی طرف ذرا انصاف سے رجوع کرے اور یہ سب اقرار جو ایسے حضور کے وقت میں سامنے اپنے مالک کے کرے اور موافق اس اقرار کے عمل میں نہ لاوے پھر روز جزا کے کون سا منہ لگا کے اس تہار کے سامنے جاوے گا۔ ایمان نام فقط اقرار ہی کا نہیں ہے بلکہ اقرار ساتھ یقین کے چاہیے کہ پھر اس کا عمل ہے اور عوام جو اس بات سے بے خبر ہیں خواص کو واجب ہے کہ ان کو آگاہ کریں کہ جو منہ سے اقرار کریں اس کو عمل میں لاویں

بقیہ:۔ فرضیت جہاد

کیا جاؤں۔ پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں (تین دفعہ فرمایا) (بخاری و مسلم)

۵:۔ سرحدوں کا پہرہ

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ” اللہ کی راہ میں ایک دن کے لیے سرحد پر پہرا دینا دنیا اور دنیا بھر کی نعمتوں سے بہتر ہے “۔

۶:۔ حضرت انسؓ سے مروی ایک اور متفق علیہ روایت میں ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گشت کرنا دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔

۷:۔ مسلم میں ایک اور روایت میں یہ ارشاد عالیہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ” اللہ کی راہ میں ایک دن رات (سرحد پر) پہرا دینا ایک مہینہ کے روزوں اور ایک مہینہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ اگر اس حالت میں کوئی مجاہد فوت ہو جاتا ہے تو اس کا وہ عمل جاری رہتا ہے جو وہ کر رہا تھا اور اسے شہید کا رزق ملنے لگتا ہے اور وہ عذاب قبر وغیرہ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۸:۔ دین کی حفاظت

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دین قائم رہے گا۔ اس حالت میں کہ مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے لیے جنگ کرتی رہے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی (صحیح مسلم)

۹:۔ جہاد کیلئے نکلنا

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بنی لحیان کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک (راہ خدا) میں نکلے اور ثواب دونوں کو برابر ملے گا (صحیح مسلم)

۱۰:۔ مجاہدین کے زخم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ کوئی شخص بھی اللہ کی راہ میں زخمی نہیں ہوتا، سوائے اس کے (یعنی مجاہد کے) کہ وہ قیامت کے دن آئے گا۔ اور اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ تو خون کا ہوگا لیکن خوشبو کستوری اور مشک کی ہوگی (متفق علیہ)

۱۱:۔ گناہوں کا کفارہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہو جانا قرض کے سوا باقی تمام چیزوں کا کفارہ بن جاتا ہے (مسلم)

۱۲:۔ راہِ خدا کی گرد

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس بندہ خدا پر اللہ کی راہ (جہاد کے لیے) گرد اڑ کر پڑی ہو۔ اس پر دوزخ کا دھواں نہیں پڑ سکتا (ترمذی)

۱۳:۔ پہرہ دار کا اجر

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر کی وجہ سے رو پڑی اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات بھر جاگتی رہی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کو تین قطرے سب سے زیادہ محبوب ہیں جن میں سے ایک شہید کے خون کا قطرہ ہے۔

۱۴:۔ تلواروں کے سائے میں

حضرت ابی موسیٰؓ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا۔

الجنہ تحت ظلال السیوف

جنت تلواروں کے سائے تلے ہے (مسلم)

۱۵:۔ منکر جہاد منافق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے زندگی میں نہ جہاد کیا اور نہ کبھی راہ خدا میں لڑنے کی نیت کی ہو تو وہ منافقوں کی حالت میں مرا (سنن نسائی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ اور تاکیدات ہی سے جہاد کی فرضیت ثابت نہیں ہے بلکہ آپؐ کے دور میں بھی جہاد ہوتا رہا ہے۔ غزوات و سرایا کی کثرت اس بات کا ثبوت ہے کہ جہاد اسلامی زندگی میں دین کی حفاظت کی ضمانت ہے اور اللہ کی مسلمانوں کے ساتھ نصرت کا وعدہ بھی جہاد کی کوشش سے مشروط ہے۔ صحابہ کرام کے عمل سے بھی جہاد اور دشمنان اسلام سے مقاتلہ ثابت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد سے لے کر حضرت علیؓ کے عہد تک جہاد اپنی اسلامی اقدار کے مطابق شروع رہا اور بعد میں اگرچہ خانہ جنگیوں اور آپس کی لڑائیوں کی کثرت ہو گئی۔ مگر جہاد کے معاملے میں مسلمان حکمران سست نہیں رہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا صلیبیوں کے ساتھ جہاد، نورالدین زنگی کا جہاد، یوسف بن تاشفین کا جہاد، سلجوقی اور عثمانی خلفاء کا جہاد، محمود غزنوی، محمد غوری اور دوسرے مسلمان سلاطین کے جہاد اس کی فرضیت اور اس پر عمل کی روشن اور واضح مثالیں ہیں۔ جو جھٹلائی نہیں جا سکتیں۔

اسلام کے آغاز سے ہی طاغوتی طاقتوں نے اس بات کی کوششیں شروع کر دی تھیں کہ اسلام میں رخنہ ڈالا جائے۔ مسلمانوں کی قرآن و سنت سے محبت کم کی جائے۔ مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو مارا جائے۔ یہودیوں کے منصوبے آج تک مسلمانوں کے خلاف جاری ہیں اسلام دشمن عناصر نے اس سلسلے میں جو اقدامات کیے۔ ان میں سے ایک قدم صاحب لولاک شافع محشر، شفیع المذنبین رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ سے مسلمانوں کی محبت کو کم کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے شیطانی عناصر نے ہمارے نبی پاکؐ کی شان میں کتابیں لکھ کر گستاخیاں کی ہیں۔ مسلمان علماء سے مناظروں کے دوران میں شان رسالت میں گستاخیاں کی گئی ہیں۔ جھوٹے نبی بنائے گئے ہیں۔ مسلمان علماء سے فتوے لکھوا کر شان رسالت کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نبی پاکؐ اور ازواج مطہرات کے پاک دامن پر کیچڑ اچھالا گیا ہے رنگیلا رسول لکھ کر اسلامی عقائد اور شان رسالت میں ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ نیچری فرقہ پیدا کیا گیا جس کے سرخیل سرسید احمد خاں تھے۔ قرآنی فرقہ پیدا کیا گیا جو قرآن کے علاوہ اور کسی ماخذ شریعت (یعنی سنت، اجماع صحابہ، اجماع امت وغیرہ) کو نہیں مانتے۔ اس فرقے کے سرخیل غلام احمد پرویز ہیں۔ ان طریقوں سے اگر پوری امت اسلامیہ متاثر نہیں ہوئی مگر اسلام میں رخنہ ڈالنے میں دشمن کامیاب رہے ہیں اور ملت واحدہ کو فرقوں میں بانٹ کر دشمنان دین نے کسی حد تک اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں ایک ہی فرقہ ایسا ہے جو اپنی تعلیمات اور عملی زندگی کے لحاظ سے ملت اسلامیہ کے لیے سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہوا ہے۔ ویسے تو اس علاقے میں بہت سے گمراہوں نے دعویٰ نبوت و مسیحیت کیا مگر ان کے اثرات محدود اور تھوڑے عرصے تک رہے مگر ایک یہی مرزائی ٹولہ مسلمانوں میں سب سے زیادہ تفرقے کا باعث بنا۔ یہ کوئی مذہبی ابھرنے والا فرقہ نہیں تھا بلکہ انگریز حکمرانوں کی شہ پر میدان نبوت میں آنے والا ٹولہ تھا جس کا اعتراف خود بانی ٹولہ غلام احمد قادیانی نے کیا ہے۔ لکھا ہے۔

” ہمارا جانثار خاندان سرکار دولت مدار (برطانوی حکومت) کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ہم نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے کبھی دریغ نہیں کیا “۔ (تبلیغ رسالت جلد ہفتم مولفہ میر قاسم)

علی درخواست مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء)
(مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۱ ج ۳)

قادیانی ٹولے نے جہاں اسلام کی اور بہت سی تعلیمات کا مذاق اڑایا تھا۔ وہاں پر اس نے جہاد کی فرضیت کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ جذبۂ جہاد کو مارنے کی کوشش کی ہے۔ عقیدۂ جہاد کو مختلف تاویلوں سے مسخ کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی ذریت (مرزائی) کے لیے جہاد ختم کر دیا ہے۔ اپنی اس انگریزی تعلیم (جہاد کی تنسیخ) کو ظلی و بروزی نبوت کے پردے میں مؤثر کیا ہے۔ ان کے چند اقوال ملاحظہ ہوں۔

۱۔ تنسیخ جہاد کے متعلق میں نے جو انتھک مساعی سر انجام دی ہیں اور برطانیہ کی وفاداری کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے مسلمانوں کو جس تسلسل سے رام کیا ہے اس کے پیش نظر انہیں یہ شبہ نہ ہے کہ سرکار کی طرف سے اس کام پر مامور ہوں جن سے مناظرہ کرتا ہوں تو مسلمانوں میں تنسیخ جہاد کا اعتبار پیدا ہوتا ہے۔"
(غلام احمد قادیانی کا خط بنام ملکہ وکٹوریہ)

۲۔ بعض احمق سوال کیا کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ (انگریزی گورنمنٹ) سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ ان کا سوال نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی ایک حرام کار اور حرامی آدمی کا کام ہے"
(شہادت القرآن تتمہ مرزا غلام احمد منقول از الفضل جلد ۲۷ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۹ء)

۳۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھ کو مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔
(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مجموعہ اشتہارات ص ۱۹ ج ۳)

۴۔ میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض ہے اور جہاد حرام ہے۔" (اشتہار مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم)

۵۔ میں نے ۲۲ برس سے اپنے ذمے یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی تمام کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو۔ اسلامی ملکوں میں ضرور بھیج دیا کروں گا۔ (تبلیغ رسالت جلد دہم)

۶۔ میں نے قرین مصلحت سمجھ کر مخالفت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے عربی اور فارسی کتابیں تالیف کی ہیں۔ اور وہ تمام کتابیں عرب، شام، روم، مصر، بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا (تبلیغ رسالت جلد ۸)

۷۔ میرے پانچ اصول ہیں جن میں دو حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ بھی ہیں (تلخیص از تبلیغ رسالت)

۸۔ اور پھر مسیح موعود کے وقت (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کذب مسیحیت کے وقت) جہاد قطعاً موقوف کر دیا گیا (اربعین جلد چہارم)

۹۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم سے بند کیا گیا۔ اربعین بحوالہ (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی)

۱۰۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔
(تریاق القلوب از مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۱۔ ہمارے امام (مرزا غلام احمد قادیانی) نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو ۲۲ برس ہیں۔ اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے (ریویو آف ریلیجنز)

۱۲۔ یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات یہ کوشش کر رہا ہے۔ کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بے ہودہ رسم کو اٹھا دے) ریویو آف ریلیجنز بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ)

۱۳۔ میں نے اس مقصد کے انجام کے لیے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا جیسا کہ براہین احمدیہ، شہادۃ القرآن، سرمہ چشم آریہ، آئینہ کمالات اسلام، حمامۃ البشریٰ، نور الحق وغیرہ کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں ہے (تبلیغ رسالت جلد سوم بحوالہ قادیانی مذہب ص ۵۲۲)

۱۴۔ اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان (مسلمانوں) کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں۔ (تبلیغ رسالت جلد ہفتم بحوالہ قادیانی مذہب ۵۲۴)

۱۵۔ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد ششم بحوالہ قادیانی مذہب ص ۵۱۵)

۱۶۔ جس (میری تبلیغ) کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔
(ستارہ قیصریہ بحوالہ قادیانیت از ابوالحسن علی ندوی)

۱۷۔ تم لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آ گیا ہے۔ اب سے زمینی جہاد ختم کیا گیا اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام ہے۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے۔ وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے (اشتہار چندہ منارۃ المسیح بحوالہ قادیانیت (از ابوالحسن علی ندوی ص ۱۴۰)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے ان دعوؤں اور فتاویٰ سے یہ بات ظاہر ہے کہ وہ دین اسلام کے اس اہم عقیدہ کو ختم کرنا چاہتے تھے بلکہ اپنی امت میں انہوں نے ختم کر دیا ہے) جو اسلام میں ایک اہم عملی حکم ہے۔ قرآن سے جہاد کی فرضیت ثابت ہے۔ اور یہ بات تو ظاہر و باہر ہے کہ قرآن کے مقابلے میں ہر انسانی دعویٰ باطل ہے۔ حدیث رسول ﷺ سے اس حکم کی تاکید ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے فتاویٰ مزید مردود ہو گئے۔ عمل صحابہ، آثار امت اور اجماع امت سے جہاد کا حکم ثابت ہے۔ اس سے قادیانی ملہم کی تعلیمات مزید باطل ہو گئیں۔

جہاد کو ایک ہی گروہ اب ہے جو پسند نہیں کرتا وہ ہے اسلام دشمن گروہ۔ اس میں یہودی بھی ہیں اور عیسائی بھی۔ ہندو بھی ہیں اور سکھ بھی۔ غرضیکہ تمام غیر مسلم طاقتیں اسلامی جذبہ سے خوف کھاتی ہیں۔ ان طاقتوں کی خوشنودی کے حصول کی خاطر قادیانی امت نے تنسیخ جہاد کی تعلیم کو عام کیا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے یا نہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ وہ نئی مسلمان نسل میں جہاد کے بارے میں شکوک پیدا کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ اور یہی شیطانی مشن ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرتا ہے

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

ہوشیار ہوشیار

قادیانیوں نے خواتین میں اپنا ارتدادی زہر پھیلانے کے لیئے ایک ماہنامہ "مسرت ڈائجسٹ" کے نام سے گذشتہ پانچ سالوں سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کا نوٹس لیا ہے اور وقتاً فوقتاً حکومت سے بھی مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ اس پر پابندی لگائی جائے لیکن ابھی تک حکومت اس سلسلے میں خاموش ہے۔

یہ ڈائجسٹ نہ صرف فحاشی پھیلا رہا ہے بلکہ ڈائجسٹ کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔

لہٰذا ہم پاکستان کے تمام مسلمانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اس ڈائجسٹ کو ہرگز نہ خریدیں اور کارکنان ختم نبوت اپنے اپنے علاقوں میں اس پر نظر رکھیں اور لوگوں کو آگاہ کریں۔

منجانب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان

قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ

غیرتِ ایمانی کا تقاضا

قادیانی، اسلام اور ملک کے دشمن ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا رشتہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر مسیلمہ پنجاب مرزا غلام قادیانی سے جوڑ دیا جائے۔ ہر قادیانی چاہے وہ ملازم ہو، دوکاندار ہو، تاجر ہو یا کسی بھی پیشے سے متعلق ہو وہ سب سے پہلے اپنی جماعت کا وفادار ہوتا ہے بعد میں کسی اور کا۔

یاد رکھیئے!

ہر قادیانی اپنی آمد کا دس فیصد اپنے مرکز میں جمع کراتا ہے اور اسی رقم کو قادیانی، مسلمانوں کو مرتد بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ قادیانیوں کے ساتھ کاروبار کر رہے ہیں اور لین دین کر رہے ہیں تو گویا مسلمانوں کو مرتد بنانے میں آپ بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں۔

لہٰذا

غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ تمام مسلمان، قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ اپنے اپنے علاقہ میں مسلمانوں کو قادیانیوں کی دوکانوں اور ان کے کاروباری اداروں سے آگاہ کریں اور مسلمانوں کو قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کریں اور انہیں قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

آپ بھی اپنے علاقے سے قادیانی دکانداروں، اداروں اور فیکٹریوں وغیرہ کے پتے ہمیں ارسال کریں۔
لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ ان کا قادیانی ہونا مصدقہ ہونا چاہیئے۔